عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان
ہفت روزہ

ختم نبوة

انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۱، شمارہ نمبر ۲۳
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر موجود ہے

ہندو محقق کا ناقابل تردید دلائل سے مزین دعویٰ

بلا سود بینکاری اور اسکے عملی تقاضے

اُن لوگوں کیلئے بطور خاص جو دورِ حاضر میں بلا سود بینکاری کو ناممکن قرار دیتے ہیں

اردو ادب کی آڑ میں قادیانی تبلیغ کے گھناؤنے منصوبے کا انکشاف

”اسلام کا کوئی دور سنہری نہیں تھا خلفائے راشدین کے دور میں بھی لڑائیاں ہوئیں“

علامہ محمد اقبال کے بے اقبال فرزند ڈاکٹر جاوید اقبال کی اسلام کیخلاف ”رُشدیانہ“ زبان۔

مناجات

یہاں بھی تو وہاں بھی تو زمین تیری فلک تیرا !
کہیں ہم نے پتہ پایا نہ ہرگز آج تک تیرا
صفات وذات میں یکتا ہے تو اے واحدِ مطلق
نہ تیرا کوئی ثانی ہے نہ کوئی مشترک تیرا
تیرے فیض وکرم سے نار ونور آپس میں یکدل ہیں
ثنا گر یک زباں ہر ایک ہے جن وملک تیرا
کسی کو کیا خبر کیوں خیر وشر پیدا کیے تو نے !
کہ جو کچھ ہے خدائی میں وہ ہے لاریب وشک تیرا
دعا یہ ہے کہ وقتِ مرگ اسکی مشکل آسان ہو !
زباں پر داغ کے نام آئے یک بیک تیرا

داغ دہلوی

تم بھی چلے چلو یونہی جب تک چلی چلے

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

بہتر تو ہے یہی کہ نہ دنیا میں دل لگے
پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چلے

ہو عمرِ خضر بھی تو کہیں گے بوقتِ مرگ
ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے

نازاں نہ ہو خرد پہ جو ہونا ہو سو ہی ہو
دانش تری نہ کچھ مری دانشوری چلے

دنیا نے کس کا راہِ فنا میں دیا ہے ساتھ
تم بھی چلے چلو یونہی جب تک چلی چلے

استاد ابراہیم ذوق

دِلوں کو مرکزِ مہر ووفا کر

جوانوں کو میری آہِ سحر دے
پھر ان شاہین بچوں کو بال وپر دے
خدایا آرزو میری یہی ہے !
میرا نورِ بصیرت عام کر دے
دلوں کو مرکزِ مہر ووفا کر
حریمِ کبریا سے آشنا کر !
جسے نانِ جویں بخشی ہے تو نے !
اسے بازوئے حیدرؓ بھی عطا کر

علامہ اقبال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

جلد: ۱۱ | ۹ تا ۱۵ جمادی الاول ۱۴۱۳ھ بمطابق ۶ تا ۱۲ نومبر ۱۹۹۲ء | شمارہ: ۲۳

اس شمارے میں

۱۔ اصلاح معاشرہ پروگرام ـــــ ۲

۲۔ حمد، نظم ـــــ ۴

۳۔ انگلینڈ پریشان کیوں؟ (اداریہ) ـــــ ۵

۴۔ چند کتابوں میں حضرت محمدؐ کی پیش گوئی ـــــ ۶

۵۔ بلاسود بینکاری اور اس کے تقاضے ـــــ ۷

۶۔ معرکہ ـــــ ۱۵

۷۔ قادیانیوں کا بائیکاٹ عشق رسولؐ کا تقاضا ـــــ ۱۶

۸۔ پریس کانفرنس ـــــ ۱۹

۹۔ ادب کی آڑ میں قادیانی تبلیغ ـــــ ۲۰

۱۰۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ـــــ ۲۲

۱۱۔ اصلاح امت ـــــ ۲۴

زیر سرپرستی

شیخ المشائخ حضرت مولانا

خان محمد صاحب مدظلہ

خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نگران اعلیٰ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

معاون مدیر

مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر

محمد انور

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان

فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:

35 STOCKWELL GREEN

LONDON SW9 9HZ U.K.

PHONE: 071-737-8199.

چندہ بیرون ملک

غیر ممالک سالانہ بذریعہ ڈاک ۳۵ ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت

الائیڈ بینک نمائش ٹاؤن برانچ

اکاؤنٹ نمبر ۳۰۰۳ ... کراچی

چندہ اندرون ملک

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۳۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن باوا ــ طابع: سید شاہد حسن ــ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ــ مقام اشاعت: [illegible]

رپورٹ: محمد علی

غازی آباد میں
اصلاح معاشرہ پروگرام

ملت اسلامیہ ہند اس وقت تاریخ کے جس نازک دور سے گذر رہی ہے اور اس کی جو تشویشناک حالت ہے اس کے اگرچہ بہت سارے اسباب ہیں مگر مسلمانوں کی ذلت و خواری پستی و پسماندگی کا سب سے بڑا سبب خود اس کی اپنی ایمانی و اعتقادی کمزوری عمل و اخلاق بے راہ روی معاشرتی و معاشی بدحالی اور دین و شریعت سے بیزاری ہے مسلمانوں کی معاشی حالت گر چکی ہے ہماری قوم کے وہ بچے جن پر مستقبل میں دین اسلام کی دعوت و تقابت کا فریضہ عائد ہوتا ہے وہ تعلیم و تربیت سے محروم ہیں غیر اسلامی رسم و رواج اخلاقی زوال و انحطاط اور جدت پسندی و فیشن پرستی کے عام رجحان نے مسلم معاشرہ کو پوری طرح تباہ و برباد کر ڈالا ہے ان افسوسناک حالات میں ہم سب پر ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم اس بڑھتے ہوئے ذہنی و عملی ارتداد سے اپنے معاشرہ کو بچائیں اور اس بات کا عہد کریں کہ ہماری بیاہ شادی کی تقریبات حضور پاک صلعم کی سنت کے مطابق انجام پائیں گی۔ ہم اس بات کی جد و جہد کریں کہ ہمارے باہمی نزاعات آپسی جھگڑے قضیات شرعیہ میں کتاب و سنت کے مطابق حل کئے جائیں گے ہم اس ذمہ داری کو پورے احساس کے ساتھ ادا کریں کہ ہماری قوم کے بچے تعلیم و تربیت کے زیور سے آراستہ ہوں نیز ہمارے گھروں اور خاندانوں کا ماحول اسلامی ہو۔ لڑکوں اور لڑکیوں میں پردہ کا رواج ہو، نوجوانان قوم میں نیکی کا چلن ہو اخلاق کو خراب کرنے والی ذہنوں کو مسموم کرنے والی چیزوں سے ہمارے گھر پاک ہوں۔ تبھی ایک صالح معاشرہ کی تشکیل ہو سکتی ہے ہماری کھوئی ہوئی عظمت واپس ہو سکتی ہے حال کا رابطہ ماضی سے اگر مضبوط ہوگا تو مستقبل تابناک و روشن ہو سکتا ہے ہمیں اسوۂ رسولؐ اور صحابہ کرام کی مبارک زندگیوں کا اپنا رہنما بنا کر زندگی کا سفر طے کرنا چاہیے تاکہ منزل مقصود ہمارے ہاتھ آئے اور دونوں جہان کی کامیابی و کامرانی ہمارے قدم چومے اپنے ان خیالات و احساسات کا اظہار مولانا محمد یامین صاحب قاسمی مبلغ دارالعلوم دیوبند نے اس وقت کیا جب وہ اصلاح معاشرہ کے موضوع پر ہونے والے جلسوں میں مسلمانوں کو خطاب کر رہے تھے۔ موصوف نے مسلمانوں کے عروج و زوال کے مختلف ادوار پر روشنی ڈالتے ہوئے مسلمانوں کو یہ بھی بتایا کہ انہیں دارالعلوم دیوبند اور جمعیۃ علماء ہند کے وجود کو غنیمت سمجھنا چاہیے جن کی مساعی اور محنتوں کی وجہ سے آج ہندوستان میں مسلمانوں کا اسلامی مزاج اور ملی تشخص محفوظ ہے مولانا موصوف نے یہ بات زور دے کر کہی کہ نوجوانان ملت کو ”اصلاح معاشرہ“ تحریک کا خیر مقدم کرنا چاہیے کیونکہ نوجوان ہی قوم کی ریڑھ کی ہڈی ہیں اور کسی بھی قوم کا بہترین سرمایہ یہی افراد ہیں۔

یاد رہے کہ ”اصلاح معاشرہ کا پروگرام جمعیۃ علماء ہند کی تحریکات میں سے ایک تحریک ہے۔ ۲۵، ۲۶، ۲۷ جنوری ۱۹۹۱ء کے کل ہند اجتماع کے موقع پر جمعیۃ علماء ہند نے مسلم معاشرہ کی بدحالی اور تشویشناک صورت حال کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس وقت ”مسلم معاشرہ“ میں جو فساد پیدا ہو چکا ہے اس کی اصلاح کی ضرورت ہے چنانچہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۱ء سے ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء تک ملک بھر میں ”اقتصادیات اور معاشرتی اصلاح“ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے پندرہ واڑہ منایا گیا تھا جو بے حد کامیاب رہا۔ علاقہ گڑھ مکتیشور کے ذمہ دار جماعتی احباب نے باہم مشورہ کے بعد یہ طے کیا تھا کہ اس علاقہ میں ”اصلاح معاشرہ“ پروگرام کو وسعت دی جائے اور اسے زیادہ سے زیادہ موثر اور مفید بنایا جائے اور اس کے لیے جناب مولانا قاری شوکت علی مہتمم مدرسہ عربیہ اعزاز العلوم ویٹ و جنرل سیکریٹری جمعیۃ علماء ضلع غازی آباد کی قیادت و سرپرستی میں ایک وفد تشکیل دیا گیا جس میں دارالعلوم دیوبند سے مولانا محمد یامین قاسمی مبلغ دارالعلوم دیوبند کو بطور خاص دعوت دی گئی اور مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند سے درخواست کی گئی کہ وہ مولانا کو پندرہ دن کے لیے اجازت دے دیں جسے حضرت مہتمم صاحب نے منظور کر کے ہم پر احسان فرمایا اس وفد میں مولانا شکیل احمد مولانا شبیر احمد مفتی اصغر علی اساتذہ اعزاز العلوم ویٹ اور دیگر جماعتی احباب حافظ محمد علی ڈاکٹر محمد یٰسٓ کر مولانا جمیل احمد صاحب مہتمم مدرسہ انوار العلوم دوتائی مولانا شرافت حسین مولانا ابرار احمد قاسمی مولانا جمیل احمد وغیرہ نے شرکت کی اور تحصیل گڑھ مکتیشور کے تیس مواضعات و قصبات پوپائی دوتائی گڑھ کالونی بدرکھا اللہ بخش پور گڑھ اندرون قصبہ گڑھ چوپلا ظہیں الوپ پور ڈہائی چلاڑی، سرور پور نوڈر پور راجپور، سرورڑہ۔ رتو پورہ مراد پور سینہ رجہیڑہ، پرمپور سیکیڑہ، ہمت پور سیادر گڑھ شیر پور نان پور سرادائی محمد پور بلوارڑہ لبوارڑہ ہرجمی اور ویٹ وغیرہ کا دورہ کیا ہر جگہ مساجد میں مسلمانوں کا بڑی تعداد میں اجتماع منعقد ہوا جس میں قاری شوکت علی صاحب اور مولانا محمد یامین صاحب قاسمی مولانا شکیل احمد صاحب نے اپنے خطابات سے مسلمانوں کو نوازا قاری شوکت علی صاحب نے مسلمانوں کو ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا کہ وہ دنیا میں عظمت و رفعت کے کس مقام پر فائز تھے اور آج مسلمانوں کی بدعملی وہ بے حسی ہے جس نے ان کو ذلت و تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ مولانا شکیل احمد صاحب نے اپنے ابتدائی اور تعارفی بیانات میں جمعیۃ علماء ہند کی خدمات سے سامعین کو واقف کراتے ہوئے بتایا کہ اس وقت ”اصلاح معاشرہ“ کی جو تحریک ملک بھر میں چل رہی ہے یہ ہمارے اکابر علماء کرام کی توجہ اور مشورہ کا طفیل ہے۔

یہ پروگرام ۱۰ اگست ۱۹۹۲ء سے شروع ہو کر ۲۴ اگست ۹۲ء کو اختتام پذیر ہوا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس میں

باقی صفحہ ۲۶ پر

اقلیتیں پریشان کیوں؟

شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ تو ہوگیا مگر یہ کڑوی گولی قادیانیت کے حلق سے اتر نہیں رہی مذہب کے خانے کے اضافے سے قادیانیت کا قلعہ لرز گیا ہے۔ کیونکہ وہ عرب ممالک میں جاکر جو کچھ کرتے تھے، وہ اب ممکن نہیں ہوسکے گا اب خود قادیانی میدان میں آنے سے کتراتے ہیں، جیسا کہ نظر بھی آرہا ہے بظاہر ان کے کیمپ پر خاموشی چھائی ہوئی ہے کسی قسم کی حرکت یا ردعمل وہاں سے نظر نہیں آرہا جسے عوامی سطح پر محسوس کیا جاسکے، جبکہ اس عمل پر ردعمل وہیں سے ہونا چاہیے کیونکہ مذہب کے خانے کے اضافے سے نقصان صرف اور صرف قادیانیوں کا ہوا ہے، جبکہ صورت حال یہ ہے کہ دیگر اقلیتیں جن کا مذہب کے خانے کے اضافے سے ہماری معلومات کے مطابق ذرا برابر بھی نقصان نہیں ہوا، وہ میدان میں کودی ہوئی ہیں کبھی تحریکوں کی بات کرتی ہیں تو کبھی احتجاجی مظاہرے کرتی ہیں۔

ان اقلیتوں کی خدمت میں ہماری گزارش ہے کہ ہم اس اسلام کے ماننے والے ہیں، جو دنیا کے تمام غیر مسلموں کی جان و مال کی اسی طرح حفاظت کی ضمانت دیتا ہے جس طرح مسلمانوں کے جان و مال کی۔ ہاں مرتدوں کے لیے ہمارے ہاں کوئی گنجائش نہیں اگر واقعتاً آپ کا کوئی حق مارا جاتا ہے تو اسے سامنے تو لائیں ہمیں بھی تو پتہ چلے کہ آخر وہ کون حق ہے جو مارا جا رہا ہے۔ اگر واقعتاً آپ کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہو تو ہم اس کے ازالے کی بھرپور کوشش کریں گے۔ کیونکہ یہ ہمارے مذہب کی تعلیم ہے لیکن صورتحال تو یہ ہے کہ ان اقلیتوں کی جانب سے اب تک کوئی ایسی چیز سامنے نہیں آسکی جس کے بارے میں وہ کہہ سکیں کہ یہ ہمارا جائز حق ہے اور شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے سے ہمارا یہ حق مارا گیا ہے۔ ہاں اگر ان کا معاملہ بھی قادیانیوں جیسا ہو کہ عرب ممالک میں جاکر مسلمانوں کے حقوق مارتے ہوں یا جاسوسی جیسی کارروائیاں کرتے ہوں جیسا کہ قادیانی کرتے ہیں، تو پھر یہ الگ بات ہے۔ ہمارے سامنے بعض شواہد آئے ہیں جن سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ قادیانیوں کی شہ پر ہو رہا ہے۔ اقلیتوں کے علاوہ پنجاب کی خواتین اور پی ڈی اے بھی میدان میں ہے۔ خواتین کو تو ہم اہمیت نہیں دیتے کیونکہ لاہور کی یہ زنانیاں قادیانی خواتین کی قیادت میں یہ سب کچھ کر رہی ہیں اس میں بیگم عاصمہ جہانگیر پیش پیش ہیں ان میں سے گنتی کی چند خواتین لاہور کی سڑکوں پر جو سینہ کوبی کر رہی تھیں، جبکہ سڑک کے کنارے کھڑے ان نوجوانوں کی تعداد ان سے کہیں زیادہ تھی جو اس منظر سے محظوظ ہو رہے تھے۔

رہ گیا پی ڈی اے جس طرح آئی جے آئی میں مسلم لیگ ہی مسلم لیگ ہے اسی طرح پی ڈی اے میں بھی پیپلز پارٹی ہی پیپلز پارٹی ہے ہم پیپلز پارٹی والوں کی خدمت میں عرض کریں گے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جانا بڑا کارنامہ ہے یا شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کا کارنامہ؟ پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو نے تو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جبکہ آئی جے آئی کی حکومت نے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ کیا ہے، جس پر وہ سیخ پا ہو رہے ہیں۔ یہ ناقابل فہم ہے کہ پیپلز پارٹی والے ایک طرف تو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کو بھٹو کے کارنامے کے طور پر پیش کرتے ہیں، جبکہ دوسری طرف انہیں قادیانیوں کے غم میں گھلتے ہوئے مذہب کے خانے کے اضافے کے خلاف شور مچاتے ہیں۔

پاکستان کی اقلیتیں ہوں یا قادیانی خواتین یا پیپلز پارٹی انکے یہ حربے محض وقت کا ضیاع ہیں، وہ جس طرح بھی اپنی تقدیر آزمانا چاہیں میدان خالی ہے آئیں آزمالیں اگر کسی کا یہ خیال ہو کہ دھمکیوں کے بل پر یہ فیصلہ واپس کرالے گا تو یہ محض خوش فہمی ہے اگر بالفرض حکومت نے ایسا کیا بھی تو مسلمانان پاکستان ایسے اقدام کرنے والوں سے نمٹنا بخوبی جانتے ہیں۔

بھارت کے ہندو محقق کی تحقیق

ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں بھی

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی آمد کی پیش گوئیاں ہیں

پچھلے دنوں بھارت میں ہندی زبان میں ایک تحقیقی کتاب شائع ہوئی جس نے پورے بھارت میں ایک ہلچل سی مچادی ہے۔ اگر اس کتاب کا مصنف کوئی مسلمان ہوتا تو اسے اب تک نہ صرف گرفتار کیا جاچکا ہوتا بلکہ کتاب کی نشرواشاعت پر بھی پابندی عائد کی جاچکی ہوتی۔ اس کتاب "کلکی اوتار" (پیغمبر عالم رہبر کل کائنات) کے مصنف اور محقق ہیں پنڈت وید پرکاش اپادھیائے، موصوف بنگالی نژاد اور ہندو برہمن ہیں الٰہ آباد یونیورسٹی میں سنسکرت کے ریسرچ اسکالر نامور محقق اور عالم ہیں..... (پنڈت) ہیں۔ کئی سال کی تحقیق و ریسرچ کے بعد پنڈت وید پرکاش نے جو کتاب مرتب کرکے پیش کی ہے اسے آٹھ دوسرے ممتاز پنڈتوں نے لفظاً تائید کے بعد درست قرار دیا ہے ہندومت (ہندو مذہب) میں اور ہندوؤں کی بڑی بڑی کتابوں میں جس راہبر و راہنما (پیغمبر عالم) کا تذکرہ "کلکی اوتار" کے نام سے ملتا ہے وہ صرف عرب کے حضرت محمد صاحب پر ہی صادق آتا ہے اس لیے دنیا بھر کے ہندوؤں کو چاہیے کہ وہ مزید انتظار کی زحمت ترک کرکے اس ہستی (محمد صاحب) کو کلکی اوتار (پیغمبر عالم) کے طور پر مان لیں (بالفاظ دیگر ان پر ایمان لے آئیں) کتاب کے مصنف اور دیگر آٹھ دوسرے ممتاز پنڈتوں نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ ہندومت کے پیروکار اب تک "کلکی اوتار" کے منتظر ہیں وہ ایک ایسے انتظار کی زحمت میں مبتلا ہیں جو قیامت تک ختم نہ ہوگا اس لیے کہ جس متبرک اور برگزیدہ ہستی کے وہ منتظر ہیں وہ تو اس دنیا میں آچکی ہے اور آج سے چودہ سو سال قبل اپنا مشن (کام) پورا کرکے دنیا سے پردہ فرما لیا ہے۔

پنڈت وید پرکاش اپادھیائے اپنے دعوے کے ثبوت میں ہندوؤں کی متبرک کتابوں 'ویدوں' سے دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں (۱) "پُران" (ہندوؤں کی متبرک کتاب) میں لکھا ہے کہ "کلکی اوتار" اس دنیا میں بھگوان کے آخری پیامبر ہوں گے یہ پوری دنیا اور عالم انسانیت کی راہنمائی کے لیے مبعوث ہوں گے اس حوالہ کے بعد پنڈت جی لکھتے ہیں "یہ بات صرف اور صرف حضرت محمد صاحب پر ہی صادق آتی ہے" (ب) ہندومت کی ایک پیش گوئی کے مطابق "کلکی اوتار" (پیغمبر عالم) "ایک دیپ" (جزیرہ نما) میں پیدا ہوں گے اور یہ دیپ ہندومت کی کتب کے مطابق علاقہ "عرب" ہے جو جزیرہ نما عرب کے نام سے بھی مشہور ہے۔ (ج) ہندومت کی مقدس کتب میں "کلکی اوتار" (پیغمبر عالم) کے باپ کا نام "وشنو بھگت" اور والدہ کا نام "سومانب" بتایا گیا ہے سنسکرت میں وشنو کے لفظی معنی "اللہ" اور "بھگت" کے لفظی معنی "بندہ" کے ہیں اس لیے وشنو بھگت کا عربی ترجمہ "عبداللہ" ہوا جس کے معنی اللہ کا بندہ ہے اور "سومانب" کے معنی امن و شانتی (یعنی) اسے عربی میں آمنہ کہا جاتا ہے۔ حضرت محمد کے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ بی بی تھا۔ (د) ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں کہا گیا ہے کہ کلکی اوتار کی گزربسر کھجوروں اور زیتون پر ہوگی اور وہ علاقہ کے سب سے ایماندار اور سچ بولنے والے ہوں گے ظاہر ہے کہ یہ بات سوائے حضرت محمد کے اور کسی پر بھی صادق نہیں آتی۔ (ہ) ویدوں میں کہا گیا ہے کہ کلکی اوتار اپنے علاقے کے سب سے معزز گھرانے میں پیدا ہوں گے۔ یہ بات بھی حضرت محمد پر ہی صادق آتی ہے (و) کلکی اوتار کو بھگوان (اللہ) اپنے قاصد (فرشتہ) کے ذریعے غار میں تعلیم دے گا حضرت محمد صاحب کو حضرت جبرئیل امین نے غار حرا میں ہی وحی کے ذریعہ تعلیم دی۔ (ز) بھگوان کی جانب سے کلکی اوتار کو ایک نہایت ہی تیز رفتار گھوڑا فراہم کیا جائے گا جس پر بیٹھ کر وہ پوری دنیا اور ساتوں آسمانوں کی سیر کریں گے حضرت محمد کا براق پر بیٹھ کر معراج کا واقعہ اسی جانب اشارہ کرتا ہے۔ (ح) کلکی اوتار کو بھگوان آسمانی مدد پہنچائیں گے۔ غزوہ احد میں حضرت محمد کی مدد فرشتوں کے ذریعہ کی گئی۔ (ط) سب سے اہم ثبوت کلکی اوتار مہینے کی ۱۲ تاریخ کو پیدا ہوں گے۔ (حضرت محمد صاحب ۱۲ ربیع الاول کو تولد ہوئے تھے) (ی) کلکی اوتار بہترین شہسوار اور شمشیر زن ہوں گے اس دلیل کے جواب میں ہندو پنڈت (مصنف) جو لکھتا ہے وہ نہایت اہم قابل غور ہیں وہ لکھتے ہیں تلوار اور گھوڑوں کا زمانہ گزر چکا ہے بندوق اور میزائل کا زمانہ ہے۔ چنانچہ اب کسی شمشیر زن اور شہسوار کا انتظار کرنا نہایت احمقانہ فعل ہے حقیقت یہ ہے کہ آسمانی کتاب "قرآن مجید" کے محمد صاحب ہی وہ کلکی اوتار (پیغمبر عالم) ہیں جن کا ذکر ہماری کتابوں میں موجود ہے۔

باقی ص ۲۷ پر ملاحظہ فرمائیں

بجناب سردار علی خان

بلاسود بنکاری اور اسکے عملی تقاضے

عربی زبان میں "ربوٰہ" اسی کو کہتے ہیں جسے انگریزی میں (INTEREST) کہا جاتا ہے۔ فارسی میں سود اور ہندی میں بیاج کہتے ہیں ربوٰہ کو (USURY) کے معنوں میں لیا ہے مستعمل ہو چکا ہے کیونکہ آج کل بنک بھی چند و فیصد سود پر کاروبار کر رہے ہیں

(۱) قرآن و سنت کی روشنی میں اب یہ چیز مسلمہ ہے کہ اسلام نے ربوٰہ (سود، بیاج یا INTEREST) کو حرام قرار دیا ہے اس لیے اس پر مزید بحث فضول ہے

(۲) جس طرح سود کا لینا یا دینا افراد کے لیے حرام ہے اسی طرح سودی کاروبار اسلامی حکومت کے لیے بھی حرام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں سے جو معاہدہ کیا تھا اس میں صاف طور پر لکھ دیا تھا کہ اگر وہ سودی کاروبار کریں گے تو معاہدہ کالعدم ہو جائے گا اور عیسائیوں کو مسلمانوں سے جنگ کے لیے تیار رہنا چاہیے خلفاء راشدین کے زمانہ میں مسلمانوں نے مفتوحہ علاقوں کے غیر مسلموں کے ساتھ جو معاہدات کیے ان میں عموماً ایک شق یہ ہوا کرتی تھی کہ غیر مسلم سودی کاروبار نہیں کریں گے۔ ورنہ معاہدہ منسوخ سمجھا جائے گا

(۳) غیر سودی بنکاری کے متعلق کئی ایک خدشات پیش کیے جاتے ہیں سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو اس کے پیسے کے عوض کوئی معاوضہ نہیں ملتا تو وہ اپنی بچتوں کو بنک میں کیوں رکھے گا اور بنک افراد کو کاروباری اشخاص کو اور صنعتی کمپنیوں کو بغیر کسی معاوضے کے کیوں قرضے دیں گے؟ لیکن جب ہم یہ بتاتے ہیں کہ بنکوں میں اپنی بچتوں کو جمع کروانے والوں کو موجودہ شرحوں سے زیادہ منافع ملے گا تو پوچھا جاتا ہے کہ وہ کیسے؟

(۴) بنکوں کا موجودہ طریق کار یہ ہے کہ پبلک کی جمع کردہ رقوم میں سے اپنے گاہکوں کو قرض دیتے ہیں شرح سود کھاتہ داروں اور قرض لینے والوں کے لیے علیحدہ علیحدہ بنک کی مقرر کردہ ہوتی ہے گاہک چوں و چرا نہیں کر سکتا قرض کے عوض وہ اپنے گاہک کی فیکٹری، زمین یا مشینری حتیٰ کہ رہائشی مکان بھی رہن رکھوا لیتا ہے اگر بنک کی رقم واپس نہیں ہوتی تو وہ رہن شدہ املاک کو نیلام کر کے اپنی رقم بمع سود پوری کر لیتا ہے۔

چونکہ بنک نے غیر منقولہ جائیداد رہن رکھ کر قرض دیا ہوتا ہے وہ مطمئن ہوتا ہے کہ اس کی رقم محفوظ ہے اصل بھی اور سود بھی وہ مقروض کی فلاح و بہبود میں عملاً کوئی دلچسپی نہیں لیتا بلکہ جب تک مقروض کا کاروبار چلتا رہتا ہے تو بنک بھی اسے مزید رقم دیتا رہتا ہے۔ اور جب حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے یا مقروض کے اپنے کسی غلط فیصلے کی وجہ سے اس کا کاروبار مندا پڑ جاتا ہے تو بنک مدد کرنا تو درکنار اس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جاتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مقروض دیوالیہ ہو جاتا ہے اور بنک اس کی گروی شدہ جائیداد کو نیلام کروا کر اپنے پیسے پورے کر لیتا ہے۔

(۵) دو چیزیں مسلمہ ہیں اول آج کل کے معاشرے میں افراد اور غیر سرکاری و نیم سرکاری کمپنیاں اور حکومتی ادارے اپنی رقم بنکوں میں رکھنے پر مجبور ہیں اس کے بغیر ان کا گزارا نہیں ثانیاً نجی یا سرکاری صنعتی اداروں کا بنک سے قرضوں خواہ وہ لمبی مدت کے ہوں یا اوور ڈرافٹ کی شکل میں ہوں کے بغیر چلنا ناممکن ہے

(۶) جب (DEPOSITORS) اور (BORROWERS) دونوں اپنی اپنی جگہ مجبور ہیں تو یہ بے انصافی ہے کہ اول الذکر کو تو مقررہ شرح کے مطابق ہی سود (یا بموجب موجودہ اصطلاح منافع) دیا جائے اور موخر الذکر کو کھلی چھٹی ہو کہ وہ اس پیسے سے دل پسند منافع کما رہا ہے۔ اس تضاد کو دور کرنے کا طریقہ صرف یہ ہے کہ بنک حاجت مند اشخاص اور اداروں کو نفع و نقصان میں شراکت کی بنا پر قرضے جاری کرے۔ چنانچہ بنک کی آمدنی کا انحصار مقروض کے نفع پر ہوگا تو بنک اسے ہر طرح کی فنی اور مالی امداد دے گا۔ وہ یہ کبھی برداشت نہیں کرے گا کہ اس کا مقروض دیوالیہ ہو جائے یا گھاٹے میں جائے ہر بنک اپنے پاس مختلف قسم کے ماہرین کو ملازم رکھنے پر مجبور ہوگا جو ہر طرح کی فنی امداد دیتے رہیں گے۔

(۷) پاکستان میں کئی ادارے یا صنعتیں عموماً اس لیے ناکام ہوتے ہیں یا مطلوبہ ترقی نہیں کر سکتے کہ زیادہ تر لوگ مناسب پلاننگ یا ٹریننگ کے بغیر ہی کام شروع کر دیتے ہیں۔

- انتظامیہ (MANAGEMENT) خراب ہے
- فنی معلومات Technical Knowhow میسر نہیں ہے۔
- سرمایہ کی کمی ہے
- متعلقہ سرکاری محکمے ان سے تعاون نہیں کرتے

ان تمام وجوہات کو بنک کے ماہرین آسانی سے دور کر سکتے ہیں اگر وہ ایسے نہیں کریں گے تو ان کے بنک کو منافع نہیں مل سکتا۔

(۸) اپنے مطلوبہ مقاصد میں بنک کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ بنک کو ہر قسم کی انڈسٹری کو قرضے دینے کی اجازت نہ ہو۔ بلکہ ہر بنک کے لیے دو یا تین صنعتیں مخصوص کر دی جائیں مثلاً

(الف) نیشنل بنک آف پاکستان (۱) درآمدی و برآمدی تجارت اور سرکاری و ترقیاتی پروگرامز

(ب) یونائیٹڈ بنک Textiles ginning پولٹری ڈیری زرعی فارم Fisheries

(ج) حبیب بنک Textiles- ginning chemical engg, road Transport, Fertilisers

(د) مسلم کمرشل بنک genning Textiles chemical engg, road Transport, Fertilisers

(ر) الائیڈ بنک Textiles genning ہوٹل road and bldg contractors

انڈسٹری مندرجہ بالا سسٹ کو مزید بہتر طریقے سے باہمی صلاح و مشورہ کے بعد مرتب کیا جا سکتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہر بنک ہر کام میں ہاتھ نہ ڈالے بلکہ چند ایک شعبوں میں مہارت حاصل کرے۔ اپنی شعبوں کی problems کو اچھی طرح سمجھے اور حل کرنے کی کوشش کرے اور اپنے گاہکوں کی ہر مرحلے پر نہ صرف مالی امداد کرے بلکہ فنی مدد دینے کے قابل بھی ہو اگر بنکوں کے موجودہ نام تبدیل کر کے صنعتوں کے نام سے پر بنکوں کے نام رکھ دیئے جائیں تو نامناسب نہ ہوگا بلکہ مثلاً ٹیکسٹائل بنک، انجینئرنگ کیمیکل کنسٹرکشن بنک ٹرانسپورٹ بنک۔

موجودہ گورنمنٹ کی خواہش ہے کہ دیہات میں صنعتیں لگائی جائیں بہت سی مراعات کا اعلان ہو چکا ہے مشکل یہ ہے کہ جن لوگوں کے پاس پیسہ ہے ان کے لیے مناسب انڈسٹری کا انتخاب مشکل ہے اگر وہ انتخاب کر لیتے ہیں تو وہ یہ نہیں جانتے کہ اس انڈسٹری کے لیے کیا ضروریات کتنی ہیں فنی ماہرین کا انتخاب ان کے لیے مشکل ہے اس سلسلے میں تحقیقی کام بنک کر سکتے ہیں اور اس کے متعلق لوگوں کو صحیح مشورہ دے سکتے ہیں۔

(۹) فنی امداد کے سلسلہ میں تجویز یہ ہے کہ ہر بنک اپنے متعلقہ شعبوں میں مہارت رکھنے والے اشخاص کی ٹیمیں ملازم رکھے۔ البتہ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ، کاسٹ اکاؤنٹنٹ اور ماہرین بزنس مینجمنٹ تمام بنکوں کے پاس ہوں۔

(۱۰) جس بنک کا جن شعبوں سے تعلق ہے ان شعبوں سے متعلقہ خام مال کا کاروبار کرنے والے اشخاص یا ادارے اس بنک کے ہی گاہک بن سکیں گے۔ تمام پبلک یا تنخواہ دار اشخاص یا دکاندار کو ہر بنک سے تعلق رکھنے کی اجازت ہوگی مندرجہ بالا خطوط پر پہلے بھی کچھ بنک کام کر رہے ہیں مثلاً زرعی ترقیاتی بنک یا ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن البتہ pice اور idbp ایسے ادارے ہیں جو ہر قسم کی انڈسٹری کو قرضے دیتے ہیں۔ اگرچہ ان کے پاس ماہرین کی جماعتیں موجود ہیں لیکن ان کی تعداد ناکافی ہے وہ اپنے گاہکوں کو کسی قسم کی فنی امداد نہیں دے سکتے بلکہ ان کے فرائض میں شامل ہی نہیں۔

مضاربہ کمپنیاں (۱) یہ کمپنیاں نفع و نقصان میں شراکت کی بنیاد پر کسی دوسری کمپنی یا کمپنیوں میں رقم لگاتی ہیں ان کے پاس بزنس کو ماڈرن طریقہ پر نفع بخش حالت میں چلانے کی مہارت پہلے سے موجود ہوتی ہے اس لیے یہ کامیاب ہیں ان کا کاروبار سود سے مبرا ہے (۲) اس سلسلے میں ہر کمپنی کے بارے میں علیحدہ تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے (۳) لیکن ان کے منافع مضاربہ کمپنی کے حصص داروں تک ہی محدود رہتے ہیں یہی کام اگر بنک شروع کر دیں تو ہر کھاتے دار ان کے منافع میں شریک ہو جائے گا۔

(۱۱) مندرجہ بالا مجوزہ تنظیم نو سے پہلے ہی بنکوں کے عملہ کو اس تبدیلی کے لیے ذہنی طور پر تیار کرنا ہوگا، تنخواہیں ان کی ترقیاں ان کے گاہکوں کی خوشحالی کے ساتھ وابستہ ہوں گی گاہکوں کے مسائل کو بروقت حل کرنے سے ان کی اپنی کارکردگی جانچی جائے گی۔ اگر ایسا ہو جائے تو ملک میں کوئی صنعت یا کاروبار گھاٹے میں نہیں جائے گا۔ بنکوں میں صحیح قسم کا مقابلہ ہوگا۔ اور دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہوگی۔

(۱۲) ہر شخص یا ادارہ جو درآمدی کاروبار کرنا چاہتا ہے یا کوئی صنعت شروع کرنا چاہتا ہو یا ٹھیکہ داری یا سپلائی یا آڑھت کا کام کرنا چاہتا ہو ایسے لوگوں کو ذرائع ابلاغ کے ذریعہ تربیت دی جائے اور بتایا جائے کہ انہیں کس کس وقت قرض یا (آلہ بالمعدات) کی ضرورت پڑے گی اس لیے ان کو چاہیے کہ وہ کام شروع کرنے سے پہلے بنک کے ماہرین سے مشورہ کے بعد اپنی اسکیم کے مختلف پہلوؤں کو کاغذ پر رکھیں اور اپنی دانست کے مطابق نفع و نقصان کے تخمینے اپنی اسکیم کے ساتھ لگا کر بنک کو جانچ پڑتال کے لیے دیں بنک کا فرض ہو گا کہ اسکیم کی جانچ پڑتال اپنے ماہرین سے کروائے کیونکہ بعد میں وہ شخص یا ادارہ نفع و نقصان میں شراکت کی بنا پر قرض لینے کے لیے آئے گا اگر بنک نے اس کی اسکیم کو پیشگی منظور کر رکھا ہے تو بنک کو اپنے گاہک کی ہر طرح مدد کرنی پڑے

(۱۳) قرضہ دیتے وقت بنک کے حساب کتاب کے ماہرین کی موجودگی میں کاروبار یا انڈسٹری کی مالی حالت اس کے cash flow اور financial statements کی ترتیب مرتب ہوگی اس کے نفع و نقصان کے گوشوارے بنائیں جائیں گے اور ایسی تدابیر اختیار کی جائیں گی کہ قرض خواہ بنک کو دھوکہ نہ دے سکے، مال میں خرد برد نہ کر سکے، خام مال کی خرید میں اور تیار شدہ مال کی فروخت میں ہیرا پھیری نہ کر سکے۔ ہر ماہ کے اختتام پر Stock Taking لازمی قرار دی جائے وغیرہ وغیرہ جس طرح موجودہ سودی نظام کے تحت بنک اپنے گاہکوں کو قرض دیتے وقت اپنی رقوم کو محفوظ رکھنے کی خاطر مختلف دستاویزات کے تحت مقروض کی فیکٹری کی زمین بلڈنگ اور مشینری رہن رکھوا لیتا ہے اس طرح کے تحفظات نئے نظام کے تحت بھی معمول بنائے جا سکتے ہیں۔

مندرجہ بالا انتظامات کے بعد بنک اپنے گاہکوں کو نفع و نقصان میں شراکت کی بنا پر قرض دے گا خواہ وہ قرضہ لمبی مدت کے لیے ہو یا اوور ڈرافٹ کی شکل میں بنک کے قرضے کی جو نسبت مقروض کے سرمایہ سے ہوگی اسی نسبت سے بنک اپنے مقروض کے کاروبار میں نفع و نقصان کا حصہ دار ہوگا۔

(۱۳) میعادی (Fixed) بچت (Saving) اور جاری (Current) کھاتے میرے خیال میں Saving, Fixed اور Current کھاتوں کی اصطلاحات ختم کردی جائیں تو بنکوں کی کارگزاری بالکل آسان ہوجائے گی اور کسی کو نقصان بھی نہیں ہوگا، کیونکہ بچت کے لیے مخصوص اشخاص کی ہی سوچ کام کرتی ہے انہوں نے لازمی طور پر بچت کرنی ہوتی ہے بعض اوقات Current کھاتوں میں بھی رقم پڑی رہتی ہے ان کو نقصان ہوتا ہے اس لیے وہ تین سالوں کے کھاتوں کا Sample analysis کرنے سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ کتنی فیصد رقوم مختلف کھاتوں میں پڑی رہتی ہے۔ اس طرح جو رقم بنے اس کو بنیاد بنا کر لوگوں کو قرضے دیئے جاسکتے ہیں۔

مندرجہ بالا مفروضے کو سامنے رکھتے ہوئے ہر ماہ ایک صد روپیہ جو پورا مہینہ بنک میں کسی کھاتے دار کے حساب میں پڑا رہا ہو کو ایک اکائی مان لیا جائے۔ کھاتے دار کی لیجر میں آخری خانہ ایسی اکائیوں کے شمار کے لیے مخصوص ہوگا۔ جس میں ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو گذشتہ ماہ کی اکائیاں درج کردی جائیں۔ مثلاً ایک شخص یا فرم کے اکاؤنٹ میں ۵۹۵ روپے کی رقم پورا مہینہ پڑی رہی تو اس اکاؤنٹ میں چھ اکائیاں ہیں ۵۰ روپے سے زائد رقوم کو ایک اکائی سمجھا جائے گا اور ۵۰ روپے سے کم والی رقم کو نظرانداز کردیا جائے گا اس طرح ہر بنک اپنے Depositors کی بارہ مہینوں کی اکائیاں جمع کرے اور سال کے بعد جو منافع کمائے اس کو ان اکائیوں کے ٹوٹل پر تقسیم کرکے ایک اکائی کے حصہ کا منافع نکل آئے گا اس اکائی منافع کو کھاتے دار کی کل اکائیوں سے ضرب دیکر اس شخص کا کل منافع معلوم ہوجائے گا۔ جو اس شخص کو دیا جائے گا۔

اس طریقہ کو اختیار کرنے سے Current والوں کو سب سے کم منافع ملے گا۔ Saving والوں کو اس سے زیادہ اور Fixed والوں کو ان دونوں سے زیادہ منافع ملے گا۔ اس طرح ایک تو حسابات کی پیچیدگیاں ختم ہوجائیں گی اور دوسرے ان کے تقسیم کرنے میں علیحدہ علیحدہ ضرب تقسیمیں نہیں کرنی پڑیں گی۔ بنک خواہ سرکاری ہوں یا نجی ان کے حصہ داروں میں اسی شرح سے منافع تقسیم ہوگا۔

بنک کا منافع: (۱۵) یہ ضروری نہیں ہے کہ بنک کا ہر مقروض ہی کمائے بعض نقصان میں بھی جائیں گے تمام مقروض کمپنیوں سے حاصل شدہ منافع اور نقصانات کو اکٹھا کرکے جو رقم بنے وہی اصل منافع ہوگی اور اس رقم کو Depositors کی کل اکائیوں میں تقسیم کرکے اکائی کا منافع نکالا جائے گا بنکوں کے سالانہ نفع و نقصان کے گوشواروں میں یہ رقم بطور آمدنی دکھائی جائے گی

قرضے: (۱۶) قرضے دو قسم کے ہوں گے ایک Long Term اور دوسرے Over draft کی شکل میں جو بالکل وقتی ہوتا ہے یہاں بھی حسابات کو مختصر و سادہ رکھنے کی غرض سے دونوں قسم کے قرضے نفع و نقصان میں شریک سمجھے جائیں گے۔ مثلاً ایک کمپنی نے ۵ لاکھ روپے لمبی مدت کے لیے قرض لیا اور اس کی Over draft کی حد ۲۰ ہزار روپے ہے اس نے ایک ماہ میں زیادہ سے زیادہ ۱۵۳۳۵ روپے استعمال کئے تو بنک نے ۵ لاکھ کی رقم کے علاوہ ۱۵۳ اکائیاں اس کمپنی کو قرض دیں اس طرح فرض کرلیں کہ اس کمپنی نے پورے سال میں اوور ڈرافٹ میں سے ۱۷۲۳ اکائیاں استعمال کیں چنانچہ بنک کی کل رقم ۵ لاکھ جمع ۱۷۲۳۰۰ روپے یا دوسرے الفاظ میں ۶۷۲۳ - اکائیاں اس کمپنی کے کاروبار میں سال بھر زیر استعمال رہیں۔ کمپنی کی اپنی اصل رقم بھی اسی طرح ۱۰۰-۱۰۰ روپیہ کی اکائیوں میں تبدیل کرلی جائے گی۔ مقروض کمپنی کا کل منافع دونوں اکائیوں کی نسبت سے بنک اور مقروض کمپنی میں تقسیم کیا جائے گا۔

چیکوں کی خرید: (۱۷) پارٹی کی ساکھ دیکھتے ہوئے بنک اپنے گاہکوں کے Cheques کو کیش میں تبدیل کردیتا ہے حالانکہ ان Cheques کی Clearance ابھی آنی ہوتی ہے اس سروس کے بدلے بنک ایک مخصوص رقم فی ہزار کے حساب سے اس پارٹی سے لے لیتا ہے یہ رقم چونکہ سود کی Definition میں آتی ہے اس لیے ایسے چیکوں کی رقم کو اس پارٹی کے حساب میں بطور قرض ہی لکھا جائے گا لیکن چونکہ یہ قرض چند دنوں کے لیے ہوتا ہے اس لیے ایسے قرضوں کے ساتھ برتاؤ کچھ مختلف ہوگا مثلاً ایسے قرضوں کی ۱۰۰-۱۰۰ کی اکائیاں روزانہ بنائی جائیں اور سال کے آخر میں ایسی اکائیوں کے مجموعہ کو ۳۰ پر تقسیم کرکے مقروض فرم کے حساب میں ڈال کر اس کے نفع و نقصان میں شامل کرلیا جائے۔

بنک کی قرض دادہ رقم کی حفاظت

(۱۸) کہا جاتا ہے کہ ہماری قوم تو پہلے ہی بددیانت ہے۔ جب ان کو بغیر سود کے قرضے مل گئے اور انہیں صرف اپنے نفع میں سے بنک کو حصہ دینا پڑے گا تو وہ یہی کوشش کریں گے کہ نفع کبھی ظاہر ہی نہ ہونے دیں ہمارا عرض ہے کہ اس وقت ہمارے ہر کاروبار میں سود داخل ہے پینے کا پانی (شہروں میں) آٹا گھی ڈبوں میں بند مربے مصالحے دودھ پینے کے مشروبات پہننے کا کپڑا بجلی کاغذ غرض یہ کہ ہر استعمال کی چیز میں یہ حرام سود شامل ہے تو ہم کیسے توقع کرسکتے ہیں کہ نیکی ہمارے دلوں میں گھر کرے میرا خیال ہے کہ اگر روٹی کپڑا اور مکان حلال کی کمائی سے حاصل ہوجائیں تو ہمارے دلوں سے بددیانتی کی خصلت خود بخود دور ہوجائے۔

دوسرے جو پیش بندیاں ہم موجودہ سودی نظام کے تحت کرتے ہیں انہیں ہم بدلے ہوئے نظام میں بھی زیر استعمال رکھیں۔

میرے رائے یہ کہ بنک اپنی قرض دادہ رقم کی اہمیت کی بناء پر اپنے نمائندہ کو کمپنی کی انتظامیہ کا جز بنوائے معاہدہ جو کمپنی اور بنک کے درمیان طے پاسکے اس میں اس نمائندہ کی Power کا تعین کردیا جائے۔ مثلاً بنک ایک کمپنی کو ۵۰ ہزار روپے قرض دیتا ہے اور دوسری کمپنی کو ۵۰ لاکھ روپے اس آخری رقم کی حفاظت کے لیے بنک کو ٹھوس اقدامات کرنے پڑیں گے۔

(۱۹) جو بنک لوگوں کی امانتوں کو تجارتی سوجھ بوجھ سے استعمال کرے گا اور مقروض کمپنیوں کے کاروبار

میں گہری دلچسپی لے کر زیادہ سے زیادہ منافع کمائے گا دہی اپنے depositors کو منافع کی زیادہ سے زیادہ شرح دے گا لوگ اسی بنک میں اپنی رقوم جمع کروائیں گے اس طرح بنکوں میں مسابقت کی صحت مند رسم رواج پائے گی۔

موجودہ سودی نظام کے تحت deposits کو بڑھانے کے لیے ملک کے پانچوں بنک غلط قسم کی اشتہار بازی کرتے ہیں جس پر لاکھوں روپیہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے پبلک کو مختلف قسم کے لالچ دیکر ان کو اپنی طرف کھینچا جاتا ہے۔ جب یہ بنک اپنے گاہکوں کے کاروبار میں شرکت کریں گے تو صحیح معنوں میں انھیں محنت کرنا پڑے گی جو بنک اپنے depositors کو دوسرے بنکوں کی نسبت زیادہ منافع کما کر دے گا لوگ خود بخود اپنی کمائیوں میں سے رقوم بچا بچا کر اسی بنکوں میں جمع کروائیں گے۔ سنٹرل ڈائریکٹوریٹ آف نیشنل سیونگز پر کروڑوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے وہ اپنے اشتہاروں کے ذریعے تصویر کا ایک رخ دکھا کر پبلک کو گمراہ کرتے ہیں پبلک کو یہ تو بتایا ہی نہیں جاتا کہ بنکوں میں پڑی ہوئی ان کی امانتوں کی قیمتیں روز بروز گھٹتی رہتی ہیں جس مدت میں ان کی رقوم دگنی ہوتی ہے ان رقموں کی قیمت خرید آدھی سے بھی کم ہو چکی ہوتی ہے۔

پرائیویٹ اور پبلک بنکاری

(۲) دونوں قسم کے بنکوں کے لیے سودی کاروبار ممنوع ہوگا۔ مؤخر الذکر کے لیے کوئی امتیازی سلوک نہیں ہونا چاہیے اگر قانون میں کوئی ایک آدھ exception رکھ دی گئی تو آئندہ چل کر ان کی تعداد بہت زیادہ ہو جائے گی سود اگر ممنوع ہے تو سب کے لیے ممنوع ہے۔ یعنی ایک فرد کے لیے بھی اور حکومت کے لیے بھی

تجارتی اور غیر تجارتی قرضوں میں امتیاز

(۲۱) قانون میں غیر تجارتی قرضوں کی تعریف کرنی پڑے گی یہ قرضے مندرجہ ذیل مقاصد کے لیے پبلک کو چاہیے ہوں گے۔

- بچوں کی شادی بیاہ کے لیے (اولاد نرینہ کی پیدائش پر یا ختنوں پر یا بچوں کی سالگرہ منانے کے سلسلے میں جو فضول خرچیاں کی جاتی ہیں ان کے لیے کوئی قرضہ نہیں دیا جائے گا۔
- رہائشی مکان کی تعمیر کے لیے
- تعلیم میٹرک کے بعد فنی تعلیم حاصل کرنے کے لیے
- روزگار کمانے کے لیے مختلف پیشوں میں ابتدائی سرمایہ

ان مقاصد کے لیے فضول خرچی کو بالائے طاق رکھنے کے بعد ہر کیس کی نوعیت کے مطابق کم سے کم رقوم بطور قرض حسنہ دی جائیں۔ قانون میں یہ وضاحت کر دی جائے کہ رہائشی مکان کتنے کمرے کا ہونا چاہیے مثلاً تین کمرے (۱۵ فٹ ۱۲ فٹ) والے اور باورچی خانہ (۱۵ فٹ ۱۲ فٹ) دو عدد غسل خانے (۸ فٹ ۶ فٹ) پر مشتمل ہوگا وغیرہ وغیرہ میں یہ رقوم بالکل معمولی ہوں گی اور ان کو بغیر سود ہی دیا جائے گا۔ اگر ایک شخص ایک مکان کرائے پر دینے کے لیے بناتا ہے تو جب تک وہ قرض واپس نہیں کرتا کرایہ میں سے قرض کی رقم اور جو کچھ مالک نے صرف کیا ہے کی نسبت سے بنک کو دے گا۔

قرضوں کی واپسی

(۲۲) مقروض کمپنیوں کو اجازت ہوگی کردہ بنک کے قرضے بالاقساط واپس کرتی رہیں بنک کا منافع اسی نسبت سے کم ہوتا رہے گا اور جو رقوم واپس آئیں گی انہیں مزید کمپنیوں کی امداد کے لیے قرضوں کی شکل میں دیدیا جائے گا۔

بیمہ

(۲۳) بیمہ بھی سود کے بغیر یقیناً چلایا جا سکتا ہے مروجہ طریق میں پالیسی ہولڈروں سے حاصل شدہ premiums کو منظور شدہ securities میں لگایا جاتا ہے۔ وہاں سے جو سود ملتا ہے اس میں سے معاوضے دیئے جاتے ہیں اگر premiums کی جمع شدہ رقوم کو مندرجہ بالا طریق پہ نفع و نقصان میں حصہ داری کی بناء پر بطور قرض دیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ موجودہ طریقے کی نسبت بہتر معاوضے نہ دیئے جا سکیں۔ مقروض کمپنیوں کے حصے بھی خریدے جا سکتے ہیں اس کام کے لیے طریق کار کچھ اس طرح ہوگا۔ کہ سال کے آخیر پہ مقروض کمپنیوں سے جو رقم بطور نفع ملے اس میں سے بیمہ کمپنی کے سال بھر کے اخراجات نکال کر باقی کمپنی کے حصہ داروں اور پالیسی ہولڈروں میں ۱۰۰-۱۰۰ کی اکائیاں بنا کر تقسیم کر دیا جائے۔ اس طرح بیمہ کمپنیوں میں competition پیدا ہو جائیگا جو کمپنی زیادہ منافع پیدا کر کے دے گی لوگ زیادہ تر اسی میں بیمہ کروائیں گے۔ حادثاتی اموات کے وقت deaths میں وارثوں کو یا خود اس شخص کو اگر وہ زندہ ہے لیکن کام کرنے کے قابل نہیں رہا قرض حسنہ یا امدادی رقوم دینے کا طریقہ رائج کیا جا سکتا ہے۔

غیر سودی بنکاری کے فوائد

(۲۴) ہر شخص جتنی زیادہ رقم اپنی آمدنی میں سے بچا کر بنک میں جمع کرے گا اسی نسبت سے اسے کل منافع میں حصہ ملے گا اور اس کی کل آمدنی میں اضافہ ہوگا۔ کوئی شخص مالی کمزوری کی وجہ سے دوسروں سے

صرافہ بازار میں چاندی سونے کی قدیم دکان

صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس

اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی

فون نمبر: ۲۴۵۸۰۳

پیچھے نہیں رہے گا اگر اس کے اندر فنی اور انتظامی قابلیت موجود ہے تو بینک اس کے ساتھ شرکت کرنے میں گریز نہیں کرے گا۔ وہ ایک سے زائد کارخانے لگا کر اپنے لیے ایک سلطنت پیدا کر سکتا ہے۔ چونکہ زیادہ رقوم بینک سے ملی ہوں گی۔ اس لیے منافع کا زیادہ حصہ بینک کو ملے گا اور مؤخر الذکر اپنے depositors میں تقسیم کر کے ان کی قوت خرید کو بڑھانے کا سبب بنے گا۔ اس طرح کارخانوں کے مالک یا تاجر دولت میں کروڑ پتی نہیں بن جایا کریں گے۔ اس کے برعکس عوام خوشحال تر ہو جائیں گے۔

کوئی تاجر یا صنعت کار حساب کی کتابوں کے دو دو سیٹ نہیں رکھ سکے گا کیونکہ بینک کا نمائندہ اپنے بینک کے مفاد کی خاطر ان کی کتابوں کی پڑتال کرتا رہے گا نتیجہ یہ ہوگا کہ سال کے آخیر پہ کاروبار کی صحیح پوزیشن سامنے آئے گی اور گورنمنٹ کے مالیات از قسم انکم ٹیکس سیلز ٹیکس ایکسائز ڈیوٹی وغیرہ میں ہیرا پھیری کا امکان بالکل کم ہو جائے گا اور ان کی مدوں میں لازمی طور پہ خاصا اضافہ ہو جائے گا۔ پیداوار میں زیادتی کی وجہ سے اشیائے صرف کی قیمتوں میں استحکام پیدا ہوگا۔

اگر انکم ٹیکس ٹھیک ٹھیک گورنمنٹ کو مل جائے تو آئندہ شاید گورنمنٹ کو قرضے لینے کی ضرورت نہ پڑے غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے یا غلط انتظامیہ کی وجہ سے یا لیبر اور انتظامیہ کی باہمی کشمکش کی وجہ سے یا خام مال نہ ملنے کی وجہ سے صنعتی اداروں کو آئے دن نقصانات برداشت کرنے پڑتے ہیں ان میں بڑی حد تک کمی واقع ہو جائے گی۔ اور قومی دولت میں کمی کے بجائے اضافہ ہوتا جائے گا۔

ہر قسم کی سہولت ملنے سے صنعت میں بے اندازہ ترقی ہوگی اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو روزگار مہیا ہو جائے گا۔

یہ حقیقت ہے کہ ہمارے ملک میں جو کمپنیاں صحیح پلاننگ سے چلائی گئی ہیں ان کے منافع انکم ٹیکس دینے کے بعد کم از کم تیس فیصد ہوتے ہیں اس منافع میں بینک کا حصہ اس کے دیئے گئے قرضے کے مطابق ہوگا۔ اور یہ حصہ موجودہ طریقہ پہ سود سے حاصل شدہ آمدنی سے کہیں زیادہ ہوگا۔

سودی نظام ممنوع قرار دینے کے بعد بنکوں کو ماہرین کی بھاری تعداد ملازم رکھنی پڑے گی اس کا ضمنی فائدہ یہ ہوگا کہ ماہرین کا بیرون ملک جانے کا خیال کم ہو جائیگا بلکہ جو ماہرین غیر ممالک میں بیٹھے ہیں وہ بھی وطن واپس آئیں گے۔

اس کے علاوہ صنعت کار کو زبردست فائدہ ہوگا اس وقت مزدور طبقہ مالکوں کے لیئے "سرمایہ دار" کا لفظ بطور گالی استعمال کرتا ہے۔ بلا سود بنکاری رائج ہونے کے بعد ان کو پتہ چلے گا کہ اصل سرمایہ دار بینک تھا جس نے گذشتہ ۴۴ سال میں ہزاروں لوگوں کو سرمایہ دار بنا کر ان کی ذہنیتیں بدل دیں۔

(۲۵) بلا سود بنکاری میں حکومت کی ضروریات کیسے پوری ہوں گی یہ بہت ہی اہم سوال ہے اس کا جواب ملنے کے بعد ہی موجودہ سودی نظام ہٹایا جا سکتا ہے۔

دراصل موجودہ سودی نظام ہم نے انگریزوں سے ورثہ میں پایا ہے جس کے ساتھ ان کے اجتماعی زندگی کا فلسفہ بھی وابستہ ہے اس فلسفہ کا ہر پہلو اسلامی نظریات سے متصادم ہوتا ہے۔ مثلاً اسلام کہتا ہے کہ سچائی ملکی اور بین الملکی سطح پہ اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ ایک فرد کے لیے لیکن مغربی ممالک اور بین الملکی سطح پر وہ جھوٹ بول چکے ہیں اور بولتے ہیں کہ ہم دنگ ہیں، وہ دوسروں کو پیار و محبت کی تلقین کرتے ہیں لیکن دنیا کا کونہ کونہ ان کے مظالم کو دیکھ چکا ہے

ان کی سوچ کا یہ تضاد معاشیات میں بھی گھس آیا ہے۔ مثلاً افراط زر Inflation اس کی مختلف توضیح کی جاتی ہے لیکن سادہ الفاظ میں اس کی تعریف کچھ اس طرح ہوگی جب کسی شخص کی خواہشات اس کی آمدنی سے پوری نہیں ہوتیں تو وہ ناجائز ذرائع اختیار کرتا ہے چوری کرتا ہے رشوت لیتا ہے جب کہ بعض لوگ نوٹ چھاپنا شروع کر دیتے ہیں یہ لوگ جب پکڑے جاتے ہیں تو سزا کے مستوجب ہوتے ہیں۔ لیکن جب خواہشات کا سلسلہ حکومت کی سطح پہ پیدا ہو جائے تو deficit financing کے ذریعے یا دوسرے الفاظ میں اتنی یا اس سے زیادہ مالیت کے کرنسی نوٹ چھاپ کر اپنے منصوبوں کی تکمیل کی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اشیاء کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں لوگوں کی تمام عمر کی بچتیں اپنی قوت خرید کھو بیٹھتی ہیں پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ ملک میں Inflation آ گئی ہے۔ حالانکہ یہ عملاً پیدا کی جاتی ہے۔

FINANCING کا یہ طریقہ اپنی ہی پبلک پہ ظلم کرنا ہے اگر ہم اپنی چادر کے مطابق ہی پاؤں پھیلائیں تو عوام کتنے آسودہ ہو جائیں۔ FINANCING کا یہ طریقہ ہر لحاظ سے اخلاقیات کے خلاف ہے اور اسے بین الملکی سطح پر ممنوع ہونا چاہیے کم از کم پاکستان اس کو ممنوع قرار دے کر دوسروں کی رہنمائی کر سکتا ہے۔

یہی حال بیرونی ممالک سے ملنے والی امداد کا ہے یورپی ممالک اور امریکہ کی اخلاقیات کے مطابق بھیک مانگنا بہت ہی برا فعل ہے لیکن حکومتی سطح پر اس کو ہمارے لیے بہت ہی اچھا اور ضروری قدم قرار دیتے ہیں طرح طرح کے لالچ دیکر اور معیار زندگی کو بلند کرنے کے سبز باغ دکھا کر ہمیں بھیک مانگنے کا عادی بنایا جا رہا ہے اس وقت اس قدر مقروض ہیں کہ اگر آج بیرونی ممالک سے قرض لینے بند بھی کر دیں تب بھی ہماری کئی پشتیں وہ قرض اور اس کا سود ادا نہیں کر سکتیں

اس قسم کے دوسرے کئی معاشی نظریات ہماری سوچ میں گھس چکے ہیں ان سب کو پرکھنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ ماہرین کی کمیٹیاں مقرر کی جائیں جن میں علماء کرام جن کا قرآن و فقہ اسلامی میں درج شدہ مالیاتی نظام پہ عبور ہو اور دوسرے مغربی معاشیات کے ماہرین بھی ہوں۔ قرآن سے ٹکرانے والے نظریات کو ناقابل قبول سمجھا جائے

افراد اور حکومتی دونوں سطح پہ ہمارے لیے رہنما اصول صرف دو ہونے چاہیے

پہلا، ایاک نعبد۔ ا۔ اے اللہ ہم تیرے بندے

ہوئے احکام کی پیروی کریں گے۔

دوسرا، ایاک نستعین: ہم تجھ ہی سے مدد مانگیں گے۔

یعنی ہم وعدہ کرتے ہیں کہ انگریز امریکہ یا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دشمن یا کسی دوسری طاقت کے آگے ہاتھ نہیں پھیلائیں گے۔ جب بھی ضرورت پڑی اے اللہ ہم تیرے حضور سجدہ ریز ہو کر دعائیں مانگیں گے تو مسبب الاسباب ہے اپنے بندے کی مشکلات دور کرنے کے سیدھے راستے نکال دے۔

مرکزی بینک

(۲۶) کسی ملک کے نظام بنکاری مرکزی بنک کے بغیر ممکن نہیں ہے غیر سودی نظام میں بھی مرکزی بنک ضروری ہے۔ بنکاری کا مالی نظام اس کے بغیر مرتب کرنا مشکل ہے مرکزی بنک غیر سودی نظام میں بھی اپنے اہم فرائض اسی طرح سر انجام دے گا۔ جس طرح موجودہ نظام میں مثلاً وہ کریڈٹ کی فراہمی کو زر کی رسد اور طلب سے ہم آہنگ کرے گا۔ نقد کی رسد میں ضرورت کے مطابق کمی بیشی کرے گا۔ حکومت کے کرنسی نوٹ جاری کریگا غرض یہ کہ ملک کی معیشت کی تمام ضروریات کو اسی طرح پورا کرے گا جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے مرکزی بنک یہ فرائض جس طرح غیر سودی نظام میں پورا کریگا اس کی عملی صورتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

غیر سودی نظام میں مرکزی بنک حکومت کی نگرانی میں کام کرے گا۔ اس کا مقصد بجائے نفع کمانے کے مفاد عامہ کا تحفظ اور مصالح عامہ کی ترویج ہوگی۔

اس کے تمام فرائض وہی ہوں گے جو موجودہ نظام میں ہیں مثلاً یہ کرنسی نوٹ جاری کرے گا۔ حکومت کا بنک ہوگا۔ بیرونی ملک کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا اور ملک کے تجارتی بنکوں کا بنک ہوگا۔ ان کو کریڈٹ فراہم کرے گا۔ اور ملک کا ہر تجارتی بنک اس کے ہاں کھاتہ کھولے گا۔ ملک کی زری پالیسی کا نفاذ کرے گا۔

مرکزی بنک کا طریقہ کار

مندرجہ بالا مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے جو طریقہ کار استعمال کیا جائے گا وہ آج کل سے مختلف ہوگا جن اصولوں کی بنا پر مرکزی بنک ملک کے بنکوں کو کنٹرول کرے گا اور زری پالیسی پہ عمل کرے گا وہ بلا سود بنکاری میں بنیادی طور پہ چار ہیں۔

(۱) نسبت نقد محفوظ (CAHS RESERVE RATIO)

(۲) نسبت قرض (LENDING RATIO)

(۳) نسبت استقراض (BORROWING RATIO)

(۴) حکومتی حصص کی خرید و فروخت (BUYING AND SELLING OF GOVT SHARES)

ہر تجارتی بنک کے لیے لازم ہوگا کہ وہ اپنے WORKING سرمائے کا کم سے کم فیصد PAID UP CAPITAL) کے لیے رکھنے کے بعد باقی رقم بطور زر ضمانت مرکزی بنک میں جمع کروائے اور مزید بنک کھاتوں میں جمع شدہ سرمائے کا ایک متعین فیصد نقد کی صورت محفوظ رکھے یہ CASH RESERVE RATIO مرکزی بنک مقرر کرے گا اور اگر ممکن ہو تو اس کا ۱۰ فیصد تجارتی بنک اپنے ہاں ہی CASH RESERVE رکھ سکتا ہے تاکہ جو کھاتہ دار کچھ رقم یا پوری رقم نکالنا چاہیں ان کی ادائیگی ہو سکے۔

کسی تجارتی بنک کی LENDING RATIO کا انحصار ان رقوم پہ ہوگا جو کم از کم ایک ماہ بنک میں پڑی رہیں یہ RATIO مقرر کرنے کا مجاز بھی مرکزی بنک ہوگا

مرکزی بنک کا یہ فرض ہوگا کہ تجارتی بنکوں کو عارضی طور پر قرض دے لیکن یہ قرض تجارتی بنکوں کے قرض پہ دیئے ہوئے سرمایوں کی نسبت سے اور ان تجارتی بنکوں کی کارکردگی کے لحاظ سے ہوگا اس کی نسبت بھی مرکزی بنک مقرر کرے گا اور یہ اس بنک کی BORROWING LIMIT کہلائے گی۔

BUYING AND SELLING OF GOVT SHARES

حکومت اپنے ترقیاتی منصوبوں کے لیے اور فوجی ضروریات خریدنے کے لیے قرضے لیتی رہتی ہے ان کے لیے حکومت سرٹیفکیٹ جاری کرتی ہے یہ مضاربت کے اصول پہ فروخت کیے جائیں گے یہ منصوبے ایسے ہونے چاہئیں کہ جن پہ بعد میں آمدنی حاصل ہو سکے جس منصوبے کے لیے قرض لیا گیا ہے اس کی تکمیل کے بعد ہر سال اس کے نفع و نقصان کا گوشوارہ بنایا جائے گا اس طرح تمام تکمیل شدہ منصوبوں سے جو منافع حاصل ہو وہ سرٹیفکیٹ ہولڈرز کے درمیان تقسیم ہوگا۔ یہ کام بظاہر مشکل نظر آتا ہے لیکن کمپیوٹر کی موجودگی میں آسانی سے ہو سکتا ہے یہ قرضے قدرتی اور ناگہانی آفات مثلاً سیلاب زدگان یا زلزلہ زدگان کی مدد کے لیے یا حکمران جماعت کے پارٹی ورکرز میں تقسیم نہیں کیے جائیں گے قدرتی آفات سے متاثرہ لوگوں کے لیے علیحدہ رقم حکومت کے REVENUES میں ہر سال مختص کی جانی چاہیے یا مخیر حضرات سے اپیل کے ذریعے اکھٹا کیا جائے

بیرونی قرضے

یہ ٹیڑھی لکیر ہے خلفاء راشدین کے زمانے سے لے کر مغل بادشاہوں کے زمانہ تک ہمیں کوئی مثال نہیں ملتی کہ کسی خلیفہ یا بادشاہ نے بیرونی حکومتوں سے قرضے لیے ہوں اب جبکہ حالات نے باہر سے قرضے لینے پر مجبور کر دیا ہے اور غیر مسلم حکومتیں ان قرضوں پر سود ضرور لیتی ہیں اس لیے مجبوراً ہمیں سود دینا پڑے گا لیکن ہمیں یہ سمجھ کر کہ ہم جنگ کی حالت میں ہیں ان قرضوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کی سر توڑ کوشش کرنی چاہیے یہ چھٹکارا اس وقت تک نہیں مل سکتا جب تک ہماری انجینئرنگ کی مصنوعات کی ضروریات ملک کے کارخانوں سے پوری نہیں ہو جائیں اور ہماری برآمدات درآمدات سے زیادہ نہیں ہو جائیں زراعت میں ہم خود کفیل ہو چکے ہیں اور چاول مرغیاں انڈے اور پھل برآمد کر رہے ہیں۔ ٹیکسٹائل کی صنعت جس کی بنیاد زراعت پر ہے۔ ہمیں کافی زرمبادلہ کما کر دے رہی ہے۔ لیکن یہ زرمبادلہ ہماری تمام ضروریات پوری نہیں کرتا۔ ہمیں فوجی سامان کی خریداری کے لیے بہت زرمبادلہ چاہیے اگر حکومت فوجی سامان تیار کرنے والے کارخانوں کو TAX HOLIDAY دے دے تو ہمارے لوگ دنوں میں ہر چیز تیار کر دیں گے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم باہر سے قرضے کیوں لیں؟ ہم نے ماضی میں WATER

COURSES سیدھے کرنے کے لیے بھی قرضے لیے ہیں۔ اور آج اذ اس ہاؤس کی تعمیر کے لیے قرضے رہے ہیں آخر کیوں ہاؤسمنٹ بلڈنگز کو ٹی کرنے کے لیے WORLD BANK سے قرضے لیے HMC ٹیکسلا کس مرض کی دوا ہے؟ دراصل ہمارے ملک کا سب سے بڑا مسئلہ انتظامیہ کا رہا ہے ہم نے گذشتہ ۴۴ سال اس مملکت خداداد کو MISMANAGE کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مادی وسائل بڑی فراوانی سے دیئے ہیں افرادی قوت بکثرت ہے اور محنتی ہے ہم ان دونوں کو CHANNALIZE نہیں کر سکے۔ جاپان میں مادی وسائل نہ ہونے کے برابر ہیں وہ اپنے ڈھلائی کے کارخانوں کے لیے ریت بھی آسٹریلیا سے درآمد کرتا ہے۔ ہر چیز درآمد کرتا ہے اس کے باوجود انہی ۴۴ سالوں میں دنیا کا چوٹی کا ترقی یافتہ ملک بن چکا ہے اگر ہم آئندہ دس برس تک UNPRODUCTIVE FINISHED GOODS منگوانا بند کر دیں تو آسمان ہم پر گر نہیں پڑے گا۔

بہر حال مندرجہ بالا چار عوامل کی مدد سے مرکزی بنک غیر سودی نظام میں بنکوں کے کاروبار کی رسد کو قابو میں رکھے گا۔

بلاسود بنکاری کو کامیاب بنانے کیلئے ضروری اقدامات

(۱) بنکوں کے موجودہ ملازمین کی ٹریننگ: پہلے تو مذہبی نقطہ نظر سے سمجھایا جائے کہ ہم مسلمان ہیں ہم میں سے ہر ایک کہتا ہے کہ آمنت باللہ کما ھو باسمائہ و صفاتہ و قبلت جمیع احکامہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب۔

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ پر جیسے اس کے مختلف نام اور صفات ہیں ایمان لایا اور زبان سے اقرار کرتا ہوں اور دل سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے اس کے تمام احکام کو قبول کیا۔

اللہ تعالیٰ کے تمام احکام میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ اے مومنو! تمہارے لیے سود کا لینا اور دینا حرام ہے، جس رزق میں سود شامل ہوگا وہ حلال نہیں رہتا۔

- موجودہ سودی نظام کی تباہ کاریاں ان پر واضح کی جائیں اس نظام کی وجہ سے ملک کی دولت چند ہاتھوں میں جمع ہو رہی ہے اور آج کل غیر ترقی یافتہ ممالک کے ہاتھوں میں جمع ہو رہی ہے۔
- بلاسود بنکاری کی افادیت (اشخاص کے لیے اجتماعی طور پر ملک کے لیے اور بنی نوع انسان کے لیے) کو مختلف زاویوں سے سمجھایا جائے۔
- بلاسود بنکاری کو رائج کرتے وقت کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور ان کا کیا تدارک ہوگا ٹریننگ کے دوران کلاس روم میں BRAINSTORMING کے باقاعدہ SESSIONS ہوں۔
- موجودہ قرضوں کو بلاسود بنکاری کے نظام کے تحت کیسے لایا جائے۔
- بیرونی قرضے کن شرائط پر لیے جائیں تاکہ ان میں سود کا عنصر شامل نہ ہو۔

(۲) COMPANIES ORDINANCE میں مناسب تبدیلیاں کرنی پڑیں گی مثلاً AUTHORISED CAPITAL ہمیشہ PAID UP CAPITAL سے زیادہ ہوتا ہے ہونا تو چاہیے کہ اگر مزید CAPITAL کی ضرورت پڑے تو اپنے حصہ داروں کو مزید حصے فروخت کیے جائیں لیکن بجائے حصے فروخت کرنے کے بنک سے قرضے لیے جاتے ہیں یا اوور ڈرافٹ مانگا جاتا ہے۔ کمپنیز ایکٹ میں ترمیم کرکے بنک سے قرضے لینے والی کمپنیوں کو ہدایت کی جائے۔ جب تک AUTHORISED CAPITAL پورا نہ ہو جائے وہ بنک سے قرضے نہ لیں اگر AUTHORISED CAPITAL سے ان کی ضروریات پوری نہیں ہوتیں تو AUTHORISED CAPITAL بڑھوا لیں اور مزید حصے فروخت کریں اس طرح زیادہ سے زیادہ اشخاص کمپنیوں کے منافع میں شریک ہو سکیں گے آج کل ملک میں ایک بھی کمپنی ایسی نہیں ہے جس نے AUTHORISED CAPITAL کے برابر حصے فروخت کیے ہوں۔ عین ممکن ہے اس مجوزہ ترمیم کے بعد کمپنیوں کو بنکوں سے قرضے لینے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

(۳) پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنیوں کے AUTHORISED CAPITAL کی حد مقرر ہونی چاہیے مثلاً ایک کروڑ روپیہ اس سے زائد CAPITAL کے لیے کمپنی کو پبلک لمیٹڈ بنانا لازمی قرار دیا جائے اس طرح زیادہ تعداد میں پبلک اس کے منافع میں حصہ دار بن جائے گی کمپنی کو پبلک لمیٹڈ بنانے میں بانی صنعت کار کو خدشہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی سرمایہ دار شخص یا بڑی کمپنی اسٹاک ایکسچینج کی معرفت آدھے سے زیادہ حصے خرید لیتا ہے تو مؤخر الذکر اس کاروبار کا مالک بن جائے گا اور بانی صنعت کار جس نے شروع میں اس انڈسٹری کو یا اس کاروبار کو ٹھوس بنیادوں پر کھڑا کرتے میں اپنی جرأت دماغ اور محنت لگائی تھی منہ دیکھتا رہ جائے گا اور دوسرا شخص اس سے فائدہ اٹھائے گا ایسا کاروبار امریکہ میں بڑے پیمانے پر ہو رہا ہے بڑی کمپنیاں چھوٹی کمپنیوں کو جو ٹھیک ٹھاک چل رہی ہوتی ہیں کے حصے اپنے سرمائے اور حامی بنک کی مدد کے زور سے خرید کر مالک بن جاتی ہیں اور بانی صنعت کار منہ دیکھتا رہ جاتا ہے ہمارا صنعت کار بزدل ہے اس صورت کا متحمل نہیں ہو سکتا اس چیز کا تدارک کرنے کے لیے کمپنیز ایکٹ میں مناسب ترمیم ہونی چاہیے مثلاً پیشتر اس کے کہ خریدار کمپنی کے ۵۱ فیصد حصے خرید کر اس کمپنی کا انتظام سنبھالے۔ بانی صنعت کار کو چاہیے کہ وہ کمپنی کی جنرل میٹنگ بلائے اور تحویل انتظام کا معاملہ جنرل باڈی کے سامنے رکھے۔ اگر خریدار کمپنی شخص کے علاوہ باقی حصہ داران کی اکثریت مؤخر الذکر کے حق میں ووٹ دیں تو بانی صنعت کار کمپنی کا انتظام خریدار کمپنی شخص کے حوالے کر کے علیحدہ ہو جائے پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنیوں کے سلسلے میں تیسرے شخص کو حصے داروں کی مرضی کے خلاف ٹرانسفر نہیں ہو سکتے یہی سپرٹ پبلک لمیٹڈ کمپنیوں میں ہونی چاہیے۔

(۴) بلاسود بنکاری نظام کو کامیاب بنانے کے لیے انکم ٹیکس کے قوانین میں مناسب رد و بدل کرنا پڑے گا مثلاً موجودہ قانون کے ماتحت سود کی رقم OVERHEADS

میں ڈال جاتی ہے اور اس کے بعد NETPROFIT معلوم کر لیا جاتا ہے چونکہ بلا سود بنکاری میں سود کی رقم نہیں ہوگی اس لیے NETPROFIT زیادہ ہوگا اور اس پر انکم ٹیکس بھی زیادہ ہوگا یہ سراسر زیادتی ہو جائے گی اس زیادتی کا ازالہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ یا تو انکم ٹیکس کی شرح کم کر دی جائے یا بلا سود قرضے کی رقم کا ۱۵ فیصد حساب کر کے NETPROFIT میں سے منہا کر کے انکم ٹیکس لگایا جائے۔

(۵) موجودہ انکم ٹیکس قانون صنعت کار اور کاروباری اشخاص کو فضول خرچی کی طرف مائل کرتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے ٹرانسپورٹ میں بچت کی یا سفر کے دوران اونچے درجے کے ہوٹل کے بجائے متوسط درجے میں رہائش اختیار کر کے بچت کی یا مرسڈیز گاڑی کے بجائے سوزوکی اپنے لیے خریدی تو اس طرح کی بچتوں کا ساٹھ فیصد گورنمنٹ بطور انکم ٹیکس لے جائے گی اگر وہ ECONOMY کلاس کی بجائے فرسٹ کلاس میں سفر کرتا ہے یا معمولی ہوٹل کے بجائے ہلٹن میں ٹھہرتا ہے یا سوزوکی ٹیوٹا کرولا کے بجائے HONDA ACCORD استعمال کرتا ہے تو انکم ٹیکس آفیسر اعتراض نہیں کر سکتا۔ لہٰذا وہ اشتہری پر اور آفس کی آرائش پر ایک دوسرے سے بڑھ کر خرچ کرتے ہیں وہ اپنے اور کمپنی کے مہمانوں کی ENTERAINMENT پر فراخ دلی سے خرچ کرتے ہیں کہ سرکاری افسران حیران رہ جاتے ہیں اس طرح وہ مصنوعی STANDARD LIVING اپنا کر اپنے بیوی بچوں کی عادات خراب کرتے ہیں اپنے رشتہ داروں کے لیے مسابقت کے حالات پیدا کرتے ہیں سرکاری اہل کار مرعوب ہو کر رشوت لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں کاروباری اشخاص کی فضول خرچیاں اجتماعی طور پر اقتصادی مشکلات کا باعث بنتی ہیں اس لیے انکم ٹیکس قوانین کو اس طرح تبدیل کیا جائے کہ بچت کی عادات کی حوصلہ افزائی ہو۔ مثلاً جو کمپنی یا کاروباری اشخاص اس وقت مرسڈیز یا اس جیسی مہنگی گاڑیاں استعمال کرتے ہیں وہ اگر سوزوکی یا ٹیوٹا کرولا یا اس قسم کی گاڑیاں استعمال کرنے لگ جائیں ان کو انکم ٹیکس میں معقول رقم کی چھوٹ دی جائے تاکہ وہ چھوٹی گاڑیوں کی طرف راغب ہو جائیں اس طرح پٹرول کی بچت بھی ہوگی زرمبادلہ بھی بچ جائے گا اور ہماری موجودہ اور آئندہ نسلوں کی عادات خراب نہ ہوں گی اس طرح جو لوگ ہوائی جہاز کی ECONOMY CLASS میں ہمیشہ سفر کرتے ہیں یا بڑے ہوٹلوں کے بجائے کم قیمت والے ہوٹل استعمال کرتے ہیں ان کو بھی INCENTIVE ملنا چاہیے اس کے علاوہ اور بھی POINTS ہوں گے جن کو انکم ٹیکس قوانین کی چھان بین کے بعد تبدیل کرنا چاہیے۔

(۶) موجودہ بنکنگ کا فلسفہ یہ ہے کہ جو کاروبار ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے اس کو مزید قرضے دیتے رہو اس کی اوور ڈرافٹ کی حد بڑھاتے رہو وغیرہ وغیرہ اور جو کاروبار حالات کی مجبوری کی وجہ سے یا مالکان کے غلط فیصلوں کی وجہ سے مندا پڑ گیا ہو اس سے پیچھا چھڑاؤ۔ حالانکہ جس کار کی بیٹری ٹھیک کام کر رہی ہو اس کو دھکے کی ضرورت نہیں ہوتی اور جس کار کی بیٹری ڈاؤن ہو جائے اس کار کو دھکے کی ضرورت ہوتی ہے بلا سود بنکاری نظام میں اس ذہنیت کو بدلنا ہوگا جو کاروبار مندے پڑ گئے ہوں ان کو ڈھونڈنا ہوگا اور ان کی رہنمائی کرنی ہوگی۔

(۷) بلا سود بنکاری کو کامیاب بنانے کے لیے ملک کے BUDGETARY SYSTEM میں تبدیلی لانی پڑے گی۔ DEFICIT BUDGETING کو آئین میں ترمیم کے ذریعے ممنوع کر دینا چاہیے کیونکہ یہ براہ راست پبلک کی جیبوں پر ڈاکہ ہے اس سے INFLATION پیدا ہو جاتی ہے روپیہ کی قوت خرید کم ہو جاتی ہے لوگوں کی بچتوں کی قیمتیں کم ہو جاتی ہیں اشیائے صرف مہنگی ہو جاتی ہیں اس سے تو یہ بہتر ہے کہ حکومت پبلک سے قرضے لے لے۔

حکومت کو چاہیے کہ چادر کی لمبائی دیکھ کر اپنے پاؤں پھیلائے۔ اندرون ملک سے قرضے صرف ترقیاتی کاموں کے لیے لے پبلک کو ان ترقیاتی کاموں کے منافع میں حصہ دار بنائے اگرچہ یہ ایک پیچیدہ کام ہے۔ لیکن اگر ارادہ نیک ہو تو اس کا حل بھی مل جائے گا۔

(۸) پبلک لمیٹڈ کمپنیوں کے اخباروں میں چھپے ہوئے پراسپیکٹس دیکھ کر لوگ ان کے حصے خرید لیتے ہیں ان کو علم نہیں ہوتا کہ کمپنیوں کے کرتا دھرتا کس قماش کے آدمی ہیں ان کا لین دین دیانت داری پر ہے یا دھوکہ دہی پر ان کا چال چلن کیسا ہے۔ شراب اور جوئے کے عادی تو نہیں پبلک کی رہنمائی کے لیے بنکوں کا ایک مشترکہ INTELLIGENCE ادارہ ہونا چاہیے جو کاروباری اشخاص کا BIO DATA جمع کر کے کمپیوٹر میں ڈالتا جائے اور ضرورت پڑنے پر ہر بنک کو یہ بایو ڈیٹا مہیا جائے۔

پبلک لمیٹڈ کمپنیوں کو رجسٹر کرنے سے پہلے رجسٹرار کو چاہیے کہ اس ادارے سے فائدہ اٹھائے پبلک کا کروڑوں روپیہ ایسے ہاتھوں میں نہیں جانا چاہیے جو ناتجربہ کار ہوں فضول خرچ ہوں لینے اور دینے کے عادی ہوں۔

یہی احتیاط INVESTMENT اور کوآپریٹو فنانس کمپنیوں کو کاروبار کی اجازت دیتے وقت برتنی چاہیے گذشتہ پندرہ سالوں میں دو مرتبہ ہماری سادہ لوح قوم ان کمپنیوں سے دھوکہ کھا چکی ہے اور یہ دھوکہ دینے والے آج تک نہیں پکڑے گئے گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اس سلسلہ میں پبلک کی رہنمائی کرے۔ آج بھی ہر گلی کوچے میں کسی نہ کسی کوآپریٹو فنانس کمپنی کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ چند دن ہوئے اخباروں میں یہ خبر چھپی تھی کہ کراچی میں ایک فنانس کمپنی پبلک کا تیس لاکھ روپیہ لے کر غائب ہوگئی دوسرے دن کمپنی کے بورڈ وغیرہ غائب تھے آفس کو تالا لگا ہوا تھا وزارت مالیات اور محکمہ کوآپریٹو کو بروقت عمل میں آنا چاہیے قانون میں کوئی سقم ہے تو دور ہونا چاہیے

(۹) شروع میں صرف چار یا پانچ کمپنیوں میں بلا سود بنکاری کا نظام جاری کیا جائے تجربہ کامیاب ہو

باقی صفحہ ۲۴ پر

مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کی تصویر

خلاف معمول آج جلدی اخبار اٹھا لیا سرسری مطالعہ جاری تھا کہ اچانک ایک خبر پہ نگاہیں رک گئیں اخبار کی کسی خبر کو دیکھ کر اب یہ عادت تو بن چکی ہے کہ جب تک تحقیق و تفتیش نہ کرلیں ہر خبر کا یقین نہیں آتا مگر یہ خبر تو بالکل مدلل تھی۔ گویا کہ نیچے دعویٰ تھا اوپر دلیل تھی دعویٰ چھوٹا سا تھا۔ دلیل بہت بڑی تھی۔ دعویٰ ایک سطری تھا دلیل کئی کالموں پہ محیط تھی۔ دعویٰ حلال تھا دلیل مکروہ تھی یا حرام!

قارئین پریشان ہوں گے کہ ہمیں آج کس چیستان سے واسطہ پڑا ہے (چیستان پہیلیوں کو کہتے ہیں) حالانکہ ہم نے کبھی مذکورہ بالا صفات کی حامل خبر نہیں دیکھی جب کہ ہم ناشتہ بھی چائے پہ اٹھنے کی بجائے چائے اخبار سے کرتے ہیں کبھی کبھار یہ اخبار اپنا ہوتا ہے مگر نہ اکثر دو پڑوسی کرائے کا اخبار ناشتے میں استعمال کرتے ہیں اور دن تین گھنٹے کے مختصر مطالعے کے بعد لفظ شکریہ یا اس جیسے کسی اور شوگر بھرے لفظ کو استعمال کرکے کرایہ ادا کرتے ہیں اور پھر گلا کھنکار کر باقی سارا دن اخبار کی خبروں پر مفت تبصروں میں گزارتے ہیں۔

بہرحال آپ کی یہ پریشانی بجا ہے کہ آخر وہ کون سی خبر تھی جو آج کے سیاہی ریز معرکہ کا معرکتہ الآرا موضوع بنی ہوئی ہے۔ تو محترم قارئین وہ خبر چند روز قبل پاکستان کے ایک موقر روزنامے کے اندر کے صفحے پر لگی ہوئی رنگے ہاتھوں پائی گئی اس مختصر خبر کے اوپر پندرہ کے قریب یا اس سے زیادہ صرف سفیدی اور سیاہی کا عکس نکالنے والے بلیک اینڈ وائٹ کیمرے سے کھینچی گئیں تصاویر تھیں اور یہ روزنامہ کا معمول ہے کہ اخبارات مختلف دینی اور سیاسی جلسوں کی تصویریں شائع کرتے ہیں جن کے نیچے مقررین حضرات کے نام لکھے ہوئے ہوتے ہیں

عام طور پر جلسوں میں فوٹو گرافر حضرات کو نہایت لجاجت اور منت کے ساتھ بلایا جاتا ہے اور بہت اکرام و اعزاز کے ساتھ رخصت کیا جاتا ہے۔ فوٹو گرافر حضرات چونکہ اس ریاکاری سے پاک دور کے انتہائی معروف ترین افراد شمار ہوتے ہیں ان کے کیمروں کی آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی ایک ایک شعاع پر سیاستدان الحول کی کئی کئی ادائیں نچھاور ہوتی ہیں ٹوپیوں کے قبلے درست کیے جاتے ہیں کالر اور کف کی مناسبت بھی پائی جاتی ہیں بعض ہونٹوں کو مونچھوں سے نجات ملتی ہے۔ اور اگلے دن اخبارات میں لگے ہوئے

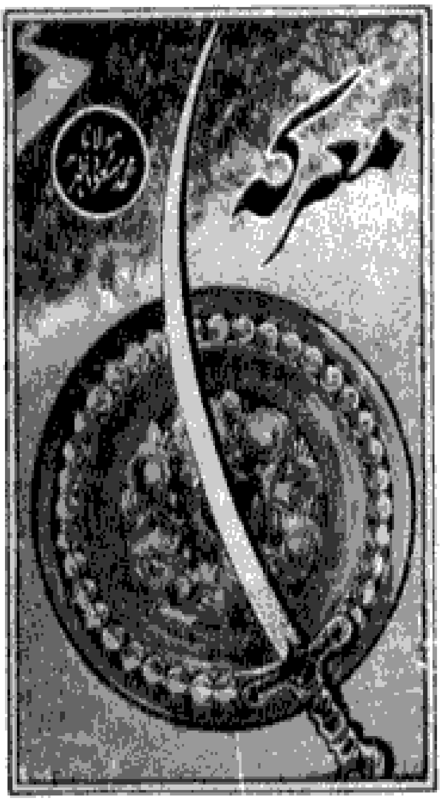

ان فوٹوؤں کی بدولت فوٹو اسٹیٹ مشینیں بھی خوب کماتی ہیں۔ پھر یہ تصویریں ڈاک کے ذریعے سے رفقا احباب اور نہ معلوم کس کس کو بھیجی جاتی ہیں تو فوٹو گرافروں کے بھی وارے نیارے ہو جاتے ہیں تو یہ معروف فوٹو گرافر اس کا انتظار تو نہیں کر سکتے کہ آخر جلسے تک ایک ایک مقرر کی اداؤں سے بھرپور تصاویر کو اس وقت اتاریں جب وہ اسٹیج پر اپنے فن خطابت کی داد دے رہے ہوں چنانچہ یہ معروف حضرات اسٹیج کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے مہمانوں کی دھڑا دھڑ تصویریں کھینچتے ہیں اور منتظمین سے نام پوچھ کر یہ جا وہ جا اگلے دن

ان تصویروں کو تھوڑا سا آٹا ترچھا کرکے اس طرح سے چھاپتے ہیں کہ گویا کہ انہوں نے دوران تقریر موثر کو کیمرے میں محفوظ کیا ہو۔

لیکن جو تصویر ہم نے چند روز قبل اخبار میں دیکھی اور دیکھتے ہی رہ گئے اس تصویر کے نیچے ناموں میں علماء حاضر کے امام اور عظیم محقق حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کا نام بھی تھا۔ یہ گویا کہ ایک دعویٰ تھا۔ اخبار والوں کا کہ ان کے کیمرے کی زد سے وہ شخصیت بھی نہیں بچ سکی۔ جس نے اب تک اپنا دامن ان کانٹوں سے کبھی نہیں الجھایا اگر کسی نے زبردستی یہ کام کرنے کی کوشش بھی کی تو اس مرد قلندر نے اپنا بلکہ اپنے ایمان کا ایسا دفاع کیا کہ سازشی عناصر منہ دیکھتے رہ گئے حضرت مولانا دامت برکاتہم پر اس قسم کا یہ پہلا وار نہیں بلکہ اس سے قبل بھی مولانا کی عنداللہ مقبولیت بڑھانے کے لیے انہیں اس آزمائش سے گزرنا پڑا ہے اور مجھے حضرت مولانا کی وہ تقریر بھی یاد ہے جو انہوں نے کسی کے اعتراض کرنے پر تحریر فرمائی تھی اب تو دنیا یہ جان چکی ہے کہ شہرت اور نام و نمود سے بے نیاز یہ اللہ والا بے جان تصویروں اور کھوکھلے نعروں سے بچنے کے باوجود مسلمانوں کے دلوں پر حکمرانی کرتا ہے اور اس کی روحانی سیاست کے سامنے بڑے بڑوں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے مولانا کے تیری قلم کا نشتر جب بھی کسی باطل کے خلاف چلتا ہے تو پھر الحمدللہ اس باطل کو دوسرا دم لینے کی مہلت نہیں ملی مگر اس کے باوجود یہ لوگ اپنے ہتھکنڈوں سے باز نہیں آتے مجھے معلوم نہیں کہ مولانا کا نام غلطی سے چھپا ہے یا جان بوجھ کر یہ شرارت کی گئی ہے مگر وہ مسلمان جنہیں مولانا کی تحریروں سے قلبی سکون ملتا ہے اور جنہیں وہ گمراہی کے گڑھوں سے بچ کر ہدایت کی شاہراہوں پر گامزنی نصیب ہوتی ہے اور انہوں نے ابھی تک مولانا کی زیارت نہیں کی اب انہوں نے۔ اخبار میں جب تصاویر کے نیچے مولانا کا نام دیکھا ہوگا تو ان کے دل کو دھچکا لگا ہوگا وہ ناموں کی ترتیب کو مدنظر رکھ کر تصاویر میں مولانا

باقی ص ۲۴ پر

محمد اقبال، حیدرآباد

قادیانیوں کا بائیکاٹ

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا

محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تو شیراں بیچتا ہے تو شیراں پیتا ہے ترا ایمان کھوٹا ہے۔
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عین ایمان ہے۔

آپ اللہ کے محبوب ہیں تمام ایمانداروں کے محبوب ہیں۔ امام الانبیا حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محبت کو امت پر فرض کرتے ہوئے فرمایا "قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے ہاں اس کے باپ اور اس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ آپ نے فرمایا تیرا ایمان کامل ہو گیا۔

آپ نے فرمایا: یاد رکھو میں اللہ کا حبیب ہوں۔

امام بخاریؒ نے باب حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان اور باب حلاوۃ الایمان کا عنوان بیان فرمایا ہے کہ ایمان کی لذت اور مٹھاس تب محسوس ہو گی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ محبوب ہوں۔

صحابہ کرامؓ نے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سب رشتے چھوڑ دیئے۔ دیس وطن چھوڑا۔ مال اور اولاد کو چھوڑا۔ حتیٰ کہ اپنی جان عزیز کا نذرانہ بھی پیش کر دیا۔ صحابہ کرامؓ کا عشق و محبت ایک ایسا بے نظیر جذبہ ہے جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

جھوٹے نبی اسود عنسی نے ایک مسلمان ابو مسلم خولانیؒ سے یہ کہا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو ابو مسلم نے کہا میں نے تیری بات سنی نہیں۔ پھر اسود عنسی نے کہا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو ابو مسلم نے کہا: بے شک میں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا رسول مانتا ہوں تو اس بدبخت نے ابو مسلم کو آگ میں ڈلوا دیا۔ مگر لوگوں نے دیکھا کہ ابو مسلم سلامت ہے اور نماز پڑھ رہا ہے۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر آخرت کے بعد ابو مسلم جب مدینہ منورہ آیا تو حضرت عمرؓ نے اس کو اپنے اور ابوبکر صدیقؓ کے درمیان بٹھا کر یہ کہا:۔ اس اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے جس نے مجھے اپنی زندگی میں ایک ایسا عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) دکھایا جس پر اللہ تعالیٰ نے ویسا ہی فضل فرمایا جیسا کہ اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام پر فرمایا تھا۔ (رحمت کائنات صفحہ)

حضرت ابوبکر صدیقؓ صرف خلیفہ اول نہ تھے بلکہ آپؓ کو ہر لحاظ اور ہر حیثیت سے اولیت حاصل تھی۔ قسام ازل نے آپ کو ہر معاملہ اور ہر مرحلہ پر اول رکھا۔ انھیں رحمت کائنات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنی بار سخت مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ایمان لانے کے بعد ان پر مکہ میں ایک روز دشمنوں نے حملہ کر دیا۔ عتبہ بن ربیعہ نے اس قدر مارا کہ آپؓ کا چہرہ مبارک سوج گیا۔ حتیٰ کہ شناخت تک مشکل ہو گئی تھی۔ بنو تمیم حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کپڑے میں لپیٹ کر ان کو ان کے گھر اٹھا لائے۔ ان کو آپ کی موت میں ذرا شک نہ تھا۔ آپ کو دن چھپتے ہی ہوش آیا تو سب سے پہلے بولے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کیا حال ہے؟

اور اس وقت تک کچھ کھایا پیا نہیں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہ پہنچے اور آپ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا تو جان میں جان آئی۔

حضرت صدیق اکبرؓ سے ان کے بیٹے نے کہا کہ فلاں جنگ میں آپ میری زد میں تھے میں چاہتا تو آپ کا قصہ تمام کر دیتا تو صدیق اکبرؓ نے فرمایا: کاش! تم میری زد میں ہوتے میں تمہیں کبھی معاف نہ کرتا کیونکہ تو اس وقت خدا اور اس کے رسول کا دشمن تھا۔

مرزائیوں سے ہمارا مکان کا جھگڑا نہیں۔ دوکان کا جھگڑا نہیں۔ لین دین کا جھگڑا نہیں۔ جھگڑا ہے تو ختم نبوت کا جھگڑا ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ڈاکو ہیں۔ اگر اس مسئلے سے تمہارا کوئی تعلق نہیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ اے مسلمان! تو شیزان پیتا ہے جس کی آمدن مسلمانوں کو مرتد بنانے پر خرچ ہوتی ہے جس کی آمدن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دشمنوں کو تقویت دینے پر خرچ ہو رہی ہے۔ اے مسلمان! تو شیزان (مشروب) پیتا ہے۔ تیرا ایمان کھوٹا ہے کھرا نہیں۔ عقیدہ ختم نبوت ہمارے ایمان کی اساس اور اسلام کی جان ہے۔ ناموس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حال حفاظت لازم ہے۔ حلوہ برائے عاشق مت بنو حلوہ پکا کر کھا لیا۔ کھیر پکا لی۔ جھنڈیاں لگالیں۔ یہ کیا ہے جی؟ یہ محبت رسول ہے جی۔ نہیں یہ محبت رسول نہیں ہے۔ جسے حب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو مسلمان اس وقت ٹس ہو چکا ہے اس کو محبت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے انجکشن لگانے کی ضرورت ہے۔ محبت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مرزائی نہیں ٹھہر سکتا۔

آج حال یہ ہے کہ ایک وکیل ہے تو وہ بھی اپنے آپ پر اپنے پیشے پر محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم قربان کر دیتا ہے۔ تاجر ہے تو وہ بھی محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس نہیں کر رہا ہے۔ بڑے بڑے سرکاری عہدیدار بڑے بڑے فلاسفر، بڑے بڑے سیاست دان جب منوں مٹی کے نیچے جائیں گے تو پھر معلوم ہو گا کہ ہم نے شناختی کارڈ میں "مذہبی خانہ" کی مخالفت کیوں کی! حکومت و اختیار کا طنطنہ موت کا بے رحم پنجہ مروڑ کر رکھ دیتا ہے۔ موت کے آگے شہنشاہوں کے ہاتھ بھی بندھے ہوتے ہیں۔ موت کی ہولناکیوں اور درازدستیوں کا کیا ٹھکانہ!

ہر مسلمان خواہ کسی پیشہ سے تعلق رکھتا ہو ختم نبوت کے لئے ضرور قربانی دینی چاہئے آخرت میں یہی چیز کام آئیگی۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ابھی بچے ہی تھے کہ ایک دفعہ کسی نے مشہور کر دیا کہ مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کر لیا ہے۔ یہ سن کر جذبہ جاں نثاری سے اس قدر بے خود ہوئے کہ اسی وقت ننگی تلوار کھینچ کر مجمع کو چیرتے ہوئے آستانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: زبیر! یہ کیا ہے؟ عرض کیا مجھے معلوم ہوا تھا کہ خدانخواستہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خوش ہوئے اور ان کے لئے دعا خیر فرمائی۔ اہل سیر کا بیان ہے کہ یہ پہلی تلوار تھی جو فدویت اور جاں نثاری میں ایک بچے کے ساتھ بے نیام ہوئی۔

کوئی نبی ایسی جاں نثاروں کی جماعت نہیں پیدا کر سکا جو پیدا فرمائی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اداؤں پر جان دینے والے۔ چہرہ مبارک کی رنگت دیکھ کر جان دینے والے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تورات پڑھ رہے ہیں۔ صدیق اکبر تشریف فرما ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کا رنگ بدلتا جا رہا ہے۔ صحابہؓ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمکتا تھا جیسا کہ چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی ناراض ہوتے تھے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ چہرہ مبارک میں کسی نے انار کا پانی نچوڑ دیا ہو۔ سبحان اللہ غصے میں بھی رحمت۔ انار کے پانی کا رنگ تو لال ہوتا ہے مگر تاثیر ٹھنڈی ہوتی ہے۔

حضرت امیر عمرؓ کے خلافت کے دور میں جب آپ کے سامنے ماء العسل پیش کیا گیا۔ پانی اور شہد کو ملا کر پیش کیا جاتا ہے جسے ماء العسل کہتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے جب کہ وہ امیر المومنین تھے خلیفۃ المسلمین تھے اور تقریباً بائیس لاکھ مربع میل کی زمین پر فرمانروا تھے تو جب یہ ماء العسل پیش کیا گیا تو فرمایا میں سادہ پانی پیوں گا خالص پانی پیوں گا۔ یہ نہیں پیوں گا اس لئے کہ جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے قبا تشریف لائے تھے اور پانی طلب فرمایا تھا تو ماء العسل پیش کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں عبد ہوں اللہ کا بندہ ہوں خدا کا غلام ہوں۔ غلاموں جیسی سادہ زندگی بسر کرنی مجھے پسند ہے۔ یہ حرام نہیں ہے۔ خدا کی نعمتیں ہیں۔ استعمال کے لئے ہیں۔ لیکن میں سادہ زندگی کو ترجیح دیتا ہوں؟

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پیا تھا۔ اسی لیے میں بھی اس طرح سفر کی حالت میں ہوں میں بھی سادہ پانی پیوں گا۔ خلیفہ رسول۔ نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا عشق تھا کتنی محبت تھی۔

ربیع الاول کا مقدس مہینہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا مہینہ بھی یہی اور وفات کا مہینہ بھی یہی۔ شادیوں کا زور لیکن لاؤڈ سپیکر پر فحش اور بیہودہ فلمی گانوں کی ریکارڈنگ کیا یہی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟ کیا اس مہینہ میں گانوں پر پابندی نہیں لگ سکتی؟ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصولوں کو چھوڑ کر اخلاقی پستیوں کا پیکر بن گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے اعلانیہ روگردانی کر رہا ہے۔ کیا یہی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟

مولانا سندھیؒ اور شاہ ولی اللہؒ کی انقلابی اور دینی و علمی کتب کا وہ مرکز جسکے آپ عرصے سے منتظر تھے

☎ 5874

مکتبۃ الجمعیۃ

امین بازار سرگودھا

جمعیۃ علماء اسلام، سپاہ صحابہؓ کے بیجز، کی رنگ، ڈائری، کیلنڈر، لٹریچر، سٹکرز، ٹیلی فون انڈکس، پرس، بال پوائنٹ، جھنڈے، تصاویر مفتی محمود، مولانا فضل الرحمٰن نیز تھوک و پرچون دستیاب ہے؟

ہر قسم کی تقاریر کیسٹیں دستیاب ہیں نیز مدارس عربیہ کی رسید بکس، سٹکر، پمفلٹ، اشتہارات اور ہر قسم کی طباعت کا مرکز۔

مرزائیوں کے گمراہ کن عقائد کے بارے میں بانی مجلس تحفظ ختم نبوت کا

تمام مسلمان شادی ہندوؤں کی رسوم پر کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر کرنے سے ان کی ناک کٹتی ہے۔ کیا یہی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟ آج عورتیں اور مرد پاؤں میں جھانجھر باندھتے ہیں جو کہ ہندوؤں کی رسم ہے کیا یہی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟ عورتیں ماتھے پر بندیاں لگاتی ہیں کیا یہی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟ ٹائی یعنی صلیب عیسائیوں کی نشانی ہے انگریز بھی ٹائی باندھتا ہے۔ اب مسلمان بھی ٹائی باندھتے ہیں کیا یہی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟

جو شخص محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر محبوب کے احکام کی اطاعت نہیں کرتا اس کے اطوار و اوضاع کو پسند نہیں کرتا اور اس کی سیرت و سنت کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ شخص اپنے دعویٰ میں سراسر جھوٹا ہے اور کذاب ہے اور اس کا دل محبت و عظمت سے یکسر خالی ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کو اپنائیے۔ والہانہ محبت و عقیدت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں۔ آپ دیکھیں کہ کس حد تک آپ نے اپنی سیاسی و معاشرتی اور اقتصادی و ملی ضروریات کو فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھالا ہے اور کہاں تک آپ اپنی روزمرہ زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق عمل پیرا ہیں؟ پھر آپ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپیں۔ یاد رکھیں محبت اتباع و اطاعت پر آمادہ کرتی ہے۔ اتباع کامل کے بغیر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناقابل اعتبار ہے۔

جنگ خیبر میں سب سے مضبوط و سنگین قلعہ "قموص" تھا۔ جب سخت و طویل جنگ کے بعد مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی تو کنانہ امیر قلعہ قموص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اس کے پاس بنی نضیر کا خزانہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا کہ خزانہ کس جگہ دفن ہے؟ اس نے صاف انکار کیا اور کہا مجھے کچھ علم نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا خیال ہے تمہارا اگر ہم نے خزانہ دریافت کر لیا تو تم کو قتل کر دیں گے؟ کنانہ نے جواب دیا۔ ہاں۔ مجھے منظور ہے۔

جب مسلمانوں نے خزانہ کا انکشاف کیا تو آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے کنانہ کو محمد بن سلم کے حوالے کیا اس لیئے کہ ان کے بھائی محمود بن سلم کو یہودیوں نے اس جگہ خیبر میں قتل کیا تھا۔ انھوں نے اپنے بھائی کے قصاص میں اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔

قلعہ قموص کی عورتوں کو قیدی بنایا گیا اور اس گروہ کے آگے آگے خود کنانہ کی بیوی صفیہ اور اس کی چچا زاد بہن تھی۔ حضرت ان کو لے جا رہے تھے۔ جب یہ میدان میں پہنچیں جہاں یہودیوں کی لاشیں پڑی تھیں تو صفیہ نے صبر سے کام لیا مگر ان کی چچا زاد بہن نے چیخ و پکار مچائی۔ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شیطان کو یہاں سے لے جاؤ یعنی صفیہ کی بہن جو چیخ و پکار مچا رہی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ پر ایک چادر ڈال دی جس کا مطلب یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک ہو گئی۔ بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ سے شادی کے بارے میں رائے دریافت کی تو انھوں نے کہا کہ میری یہ خواہش زمانہ شرک میں تھی اب اسلام کے بعد تو پوچھنے کا کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر دیا اور پھر شادی کر لی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے پر انھوں نے ایک خواب بیان کیا۔ حضرت صفیہؓ نے کہا جب میری پہلی ملاقات کنانہ بن ربیع سے ہوئی تو رات میں نے یہ خواب دیکھا کہ میری گود میں ایک چاند آ کر گر پڑا۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے کنانہ سے یہ خواب سنایا۔ اس نے غصہ ہو کر کہا یہ نہیں ہے مگر تو تمنا کرتی ہے حجاز کے بادشاہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پھر اس نے ایک ایسا چانٹا مارا جس کا اثر اب تک باقی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خواب سن کر خوشی ہوئی۔

وہ قبا جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صفیہؓ یہ سب باتیں کر رہے تھے اس سے ذرا دور پر ایک انصاری رات بھر جاگتے رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے بغیر قبہ کا طواف کرتے رہے اور گھومتے رہے ان کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ جب صبح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا اور دریافت فرمایا "کیا بات ہے اے ابو ایوب" انھوں نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کے گھر والے اور شوہر وغیرہ قتل کر دیئے گئے ہیں۔ ابھی اس کا زمانہ کفر ختم ہوا ہے۔ مجھے بڑا ڈر لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لیئے میں رات بھر حفاظت کے خیال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس رہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے اللہ! ابو ایوب خالد بن زیدؓ کی حفاظت فرما جس طرح اس نے رات بھر جاگ کر میری حفاظت کی۔

چونکہ اس سے قبل ایک یہودی عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیا تھا اور یہ واقعہ تازہ تھا اس لیئے حضرت ابو ایوبؓ کو خدشہ ہوا انھوں نے سفر کی پوری رات جاگ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔

یہ ہے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے خلوص و محبت و تعلق کا عملی نمونہ۔ اے مسلمانوں! عملی محبت کا ثبوت دیتے ہوئے مرزئیوں سے مکمل بائیکاٹ کیجیے۔

عبد الخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون ۔ ۲۰۵۵۰۳۔

شناختی کارڈوں میں مذہب کے خانہ کا اندراج

ہفت روزہ اہلحدیث کا اداریہ

شناختی کارڈوں میں مذہب کے علیحدہ خانے کی اہمیت و ضرورت کے پیش نظر اسلامیان پاکستان ایک عرصہ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ اس میں مذہب کے خانے کا اضافہ کیا جائے۔ کیونکہ دستور کی دفعہ ۱۰۶ (ذ-۲) ۲۶۰ کی (ذ-د-۳) کے تحت مرزائیوں کے دونوں گروہ احمدی، قادیانی کہلانے والے۔ دوسری غیر مسلم اقلیتوں کی طرح اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہلا سکتے اور نہ ہی اسلامی شعائر استعمال کر سکتے ہیں اگر کوئی مرزائی ایسا کرے گا تو وہ سی ۲۹۵ کے تحت مجرم ہو گا۔ جس کی سزا موت یا عمر قید ہے۔ ایسی صورت میں حکومت اگر شناختی کارڈوں میں مذہب کے خانے کا اندراج نہیں کرتی تو وہ دستور کی خلاف ورزی کی مرتکب ہو گی۔ لہذا اقلیت کا علیحدہ خانہ ضروری ہے۔

یہ متفقہ مطالبہ محمد خان جونیجو۔ بینظیر بھٹو کے دور میں تسلیم کر لیا گیا تھا مگر عملی صورت پیدا نہ ہو سکی۔ چند ماہ قبل صدر مملکت اور وزیر اعظم نے مذہب کے خانے کے اضافے کا حکم دے دیا تھا مگر وہ حکم بھی عمل سے آشنا نہ ہو سکا۔ اس پر اسلامیان پاکستان کا اضطراب فطری امر تھا اس پر تمام دینی جماعتوں نے قومی اسمبلی کے سامنے بھرپور احتجاجی مظاہرے کا پروگرام بنایا تو حکومت نے دانشمندی کا ثبوت دیتے ہوئے مظاہرے سے پہلے ہی یہ مطالبہ تسلیم کر لیا۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اس فیصلہ پر فوری طور پر عمل درآمد کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی اسلامیان پاکستان کا یہ مطالبہ بھی درست ہے کہ مرزائیوں کو حساس آسامیوں سے فوری طور پر الگ کیا جائے مگر حکومت اس پر کوئی توجہ نہیں دیتی۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ مرزائی گروہ دشمن رسولؐ ہے۔ جو دشمن رسولؐ ہو وہ ملک و ملت کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس گروہ کا محاسبہ ضروری ہے۔ اور جس قدر جلد ہو سکے مرزائیوں کو اہم آسامیوں سے علیحدہ کیا جائے۔

اقبال کا بے اقبال جاوید اقبال

اسلام آباد میں حال ہی میں منعقد ہونے والی اسلامک اسکالرز کانفرنس کے موقع پر معروف صحافی اور نامور کالم نگار محترم حبیب الرحمٰن شامی نے کالم کے لیے موضوع کے انتخاب پر گفتگو کے دوران کہا کہ موجودہ دور میں کالم کے لیے موضوع کا انتخاب کوئی مسئلہ ہی نہیں رہا کیونکہ کالم نگار کی یہ ضرورت نام نہاد دانشور اپنے بیانات کے ذریعے روزانہ ہی پوری کرتے ہیں۔

شامی صاحب کی اس بات پر جب میں نے غور کیا تو یہ مجھے سو فیصد درست لگی کیونکہ زندگی کے کسی بھی شعبے اور کسی بھی موضوع پر لکھنے والے کالم نگاروں کو واقعتاً روزانہ ہی بیسیوں موضوعات ملتے ہیں۔ البتہ صرف اسلامی امور پر قلم چلانے والے صحافی تو انہیں اخبارات کے سہارے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ دین اسلام ایک وسیع و عمیق سمندر ہے جس کے کسی بھی پہلو پر قلم چلا کر اپنے نامۂ اعمال میں نیکیوں کے اضافے کا سامان کیا جا سکتا ہے۔ مگر اب اخبارات کے صفحات بھی ہفتے میں ایک دو ایسی خبریں اور مضامین لگانے لگے ہیں جو اسلامی سوچ اور درد رکھنے والے صحافیوں کو قلم کے نشتر کے استعمال کی دعوت دیتے ہیں۔ ایسی خبروں کا ہیرو اور مضامین کے صاحب مضمون کا تعلق ایک عجیب و غریب مخلوق سے ہوتا ہے جو بظاہر انسان ہی نظر آتے ہیں۔

اس مخلوق کے معرض وجود میں آنے کا قصہ بھی عجیب ہے۔ اس قوم کے افراد عام طور پر سرکاری اداروں کی نسبتاً اونچی پوسٹوں کے ملازمین ہوتے ہیں جب یہ ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں تو انکے لاشعور میں احساس محرومی جاگزیں ہو جاتا ہے کیونکہ کہاں وہ فرعونیت کہ اپنے ماتحتوں کو ہر جائز و ناجائز حکم دیں اور وہ حکم فوری طور پر یوں تعمیل ہر اعلیٰ کرے کہ گویا اس کے لیے بوتل کے کسی جن کی خدمات مستعار لی گئی ہوں، اور کہاں اب یہ حالت کہ اپنی ہی اولاد حکم ماننے کو تیار نہیں۔

میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ ریٹائرمنٹ کے بعد یہ لوگ انتہائی قابل رحم زندگی گزارتے ہیں کیونکہ وہ بیوی جو جوانی میں انہیں "ڈارلنگ" اور نہ جانے کیا کیا پُرفریب نام دیتی ہے اور ادھیڑ عمری میں "منے کے ابا" کہتی ہے وہ عمر کے اس تیسرے مرحلے پر آکر یکایک "منے کے ابا" سے "بڑے میاں" پر اتر آتی ہے۔ اور رہی وہ اولاد جس کی تربیت اسلامی خطوط کی بجائے فرنگی اصولوں پر کی گئی ہوتی ہے وہ اولاد بھی شروع میں "ابو" درمیانی مدت میں "ڈیڈی" اور آخری مرحلے پر آکر "بابا" (جو عام طور پر معمر ملازمین کیلئے استعمال ہوتا ہے) کہہ کر گویا کہ یہ اعلان کرتی ہے کہ میری تربیت جس نہج پر کی گئی ہے ماشاء اللہ میں اس سے پورا پورا فیضیاب ہوں بیوی اور بچوں کی طرف سے ان انقلابی تبدیلیوں اور کرسی سے محرومی کے نتیجے میں قارئین اس مجہول العقول مخلوق کا ایک اور چشم و چراغ وجود میں آجاتا ہے جسے عرف عام میں

"دانشور" کہا جاتا ہے۔

اب اس مخلوق کو کرسی سے محرومی اور گھر کے انقلابات پر جو غصہ چڑھا ہوا ہوتا ہے اسے اتارنے کیلئے انہیں "ہدف" کی تلاش ہوتی ہے۔ بیوی تو وہ ہدف بننے سے رہی کیونکہ ان حضرات کی بیگمات تو عام طور پر ایسی ہوتی ہیں کہ جن کے مقابلے پر آنے پر یقیناً کسی بکتر بند دستے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اکبر الٰہ آبادی نے بظاہر اپنا نام لیکر انہی لوگوں کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہا ہے!

اکبر کبھی ڈرا نہیں بکتر کی فوج سے
لیکن شہید ہو گیا بیگم کی نوج سے

رہی اولاد تو کہاں وہ جوان خون اور کہاں یہ [illegible] کرتے بڑے میاں۔ وہ تو اسلامی اصولوں پر تربیت یافتہ اولاد ہوتی ہے کہ اگر قوت اور جوش جوانی کا یہ عالم ہو کہ بڑے بڑے جوان مقابلے پر آنے سے کتراتے ہوں لیکن والدین کے سامنے وہ لا تقل لھما اُف کی عملی تصویر بنے ہوتے ہیں۔ اور گھر کے باہر کے لوگوں کو بھی یہ کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ "پتھر" کے مقابلے میں اینٹ کی امید ہوتی ہے۔

چنانچہ اب ایک ہی یتیم مسکین اور اس دور کا لاوارث رہ جاتا ہے جسے یہ مخلوق تختۂ مشق بنا لیتی ہے۔ قارئین اس لاوارث کا نام "اسلام" ہے جو ایک ارب وارثین کی موجودگی میں بھی لاوارث ہے۔

عقل و خرد کی نعمت سے محروم جس مجہول العقول مخلوق کی "بحث" کا نقشہ میں نے قارئین کے سامنے کھینچا ہے اس کے ایک بظاہر چمکتے دمکتے مگر درحقیقت تاریک ترین ستارے علامہ اقبال مرحوم کے بے اقبال فرزند ڈاکٹر جاوید اقبال بھی ہیں۔ غالباً لاہور کے مرد حضرات انہیں سننے کیلئے تیار نہیں ہیں اسی لیے انہوں نے اپنا غصہ اتارنے اور اسلام پر الفاظ کا "پتھراؤ" کرنے کیلئے "خواتین کی محفل" کا انتخاب کیا جن کے دماغ کے بارے میں میڈیکل سائنس بتاتی ہے کہ وہ مرد کے مقابلے میں اوسطاً سو گرام کم ہوتا ہے اور میرا خیال ہے کہ قارئین کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اسی دماغ سے عقل کا تعلق ہوتا ہے۔

یوں تو جاوید اقبال کا اسلام اور شریعت کے خلاف بھی زبان استعمال کرنا معمول ہے مگر میری ناقص معلومات کے مطابق اس قدر تلخ زبان اور زہریلے الفاظ انہوں نے کبھی استعمال نہیں کیے جس قدر ویمن ایکشن فورم سے خطاب کے موقع پر کیے گئے۔ اب ہم اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ یہ جنس مخالف سے خطاب کا شاخسانہ ہے۔ "صنف نازک" کو خوش کرنے کیلئے جاوید اقبال نے اسلام کے "نازک" امور پر رکیک حملے کیے۔ خواتین میں مقبول ہونے کیلئے جاوید اقبال نے جو نسخہ استعمال کیا ہے انتہائی تباہ کن ہے اور ویسے بھی جس عمر سے وہ گزر رہے ہیں اسمیں شاید ہی انکا کوئی "ایسا ویسا" خیال پورا ہو سکے۔

قارئین اس سے قبل بھی ان صفحات پر میں نے جاوید اقبال کے ایک بیان کا بھرپور جائزہ لیا تھا مگر اب کے انہوں نے جو کچھ کہا ہے اس کا جائزہ لینے کی ضرورت

باقی صفحہ [illegible] پر

پروفیسر افتخار احمد

ادب کی آڑ میں قادیانی تبلیغ

امتناع قادیانیت آرڈیننس کے نفاذ کے بعد سے پاکستان میں قادیانی سرگرمیوں میں واضح کمی ہوئی ہے ایک غیر موثر کلمہ مہم میں ناکامی کے بعد قادیانیت کی تبلیغ کے سارے رستے بند ہو چکے ہیں اس کے نتیجے میں قادیانی ادباء نے ادب کو تبلیغ کا ذریعہ بنانے کی کوشش کی شاعری میں پہلے سے احتجاجی روایت موجود ہے اس لیے قادیانی شاعری کی ایسی شاعری بھی احتجاجی شاعری کا حصہ سمجھی گئی اور وہ قادیانیوں کے لیے تبلیغ کا موجب نہیں بن سکی لیکن ایک ایسا ادیب بھی ہم میں موجود ہے جو انتہائی غیر محسوس اور خطرناک طریقے سے قادیانیت کی تبلیغ میں مصروف ہے۔ اس شخص کا آبائی شہر خانپور ہے نام حیدر قریشی ہے ایبٹ آباد میں ایک مقامی تعلیمی ادارے میں پڑھاتا ہے۔ شروع میں اس کی بیوی کو ایبٹ آباد کی چند خواتین نے پہچان لیا تھا کیونکہ وہ بدنام قادیانی پروفیسر ناصر احمد کی بیٹی ہے اور اپنے باپ کے ایبٹ آباد قیام کے دوران اس سے ملنے کے لیے کئی بار آتی رہی ہے جب حیدر قریشی سے بعض شرفاء نے استفسار کیا کہ وہ قادیانی ہے؟ تو اس نے سختی سے تردید کی اور ساتھ ہی اپنی بیوی کو اس کے باپ کے پاس پشاور بھیج دیا۔

بحیثیت ادیب مجھے یہ شخص اچھا لگتا تھا چنانچہ اپنے ایک دو ادبی مضامین میں میں نے اس کا ذکر بھی کیا ہے لیکن عام گفتگو میں اس کی ملحدانہ اور کافرانہ باتوں کی وجہ سے مجھے ہمیشہ ایک کھٹکا سا رہا اور میں دوستی برقرار رکھتے ہوئے اس کی ٹوہ میں رہا اس شخص نے "سرحد اردو اکیڈیمی" کی لائبریری کے لیے ڈاکٹر صابر کلوروی کو کئی کتابیں اور رسالے عطیہ کے طور پر دیئے میں نے انہیں چیک کیا تو قادیانیت کی تبلیغ کا ایک خوفناک طریقہ کھل کر سامنے آگیا۔

گزشتہ سال کے شروع میں کراچی سے ایک کتاب چھپی ہے جمیل زبیری کے نام "مشاہیر کے خطوط" اس میں مختلف ادیبوں کے خطوط کے عکس چھاپے گئے ہیں ان میں ص ۳۰ پر حیدر قریشی کا بھی خط چھپا ہے اس میں دیگر باتوں کے علاوہ اس کی دو باتیں یوں بیان کی ہیں

"میرا خیال ہے آپ کے سفر ناموں کے بعد نئے آرڈیننس نے بھی مجھے تخلیقی طور پر ابھارا ہے۔"

یہ نیا آرڈیننس کون سا ہو سکتا ہے اس کی وضاحت خط کی تاریخ سے ہو جاتی ہے یہ خط ۱۹/۵/۸۴ کو لکھا گیا تھا اور اپریل ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا تھا۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ افسانہ اس آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے لکھا گیا ہے اس افسانے کو حیدر قریشی نے پاکستان میں چھپوانے کی جرأت نہیں کی بلکہ دشمن اسلام ملک دشمن ہندوستان کے ایک رسالے میں چھپوایا ہے یہ رسالہ بھی جناب صابر کلوروی کی لائبریری میں موجود ہے اس کا نام ہے دوماہی "الفاظ" علی گڑھ (مطبوعہ جنوری فروری ۱۹۸۶ء)

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ اس میں قادیانیت کی تبلیغ اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی اور مذمت کس مکاری سے کی گئی ہے شروع میں ہی جنرل ضیاء الحق کے خلاف یوں خبث باطن کا اظہار کیا گیا ہے۔

"بڑی عجیب اذیت ہے۔ میں نماز پڑھتا ہوں رکوع تک تو نماز ٹھیک رہتی ہے لیکن سجدے میں میں اور پہنچ جاتا ہوں اسٹین گن اٹھائے مکروہ شکل والے چہرے اور نحوست برساتی آنکھوں والا ایک شخص میرے روبرو آجاتا ہے میں سجدے میں خدا کو ڈھونڈتا ہوں وہ کہتا ہے "میں تمہیں خدا تک نہیں جانے دوں گا"

اس کے بعد بعض صوفیاء کے حوالے سے بڑی چالاکی کے ساتھ قادیانیت کی تبلیغ کی گئی ہے مرزا غلام احمد قادیانی پر علمائے اسلام نے ہمیشہ یہ اعتراض کیا کہ اس نے اعتراف کیا ہے کہ مجھے حیض آتا ہے اس کے لیے کہانی میں ایک بزرگ سے فرضی ملاقات بیان کر کے اس بزرگ سے یہ الفاظ منسوب کیے ہیں "میں سو سال محراب میں رہا اور اپنے تئیں حیض والی عورت کی طرح جانتا تھا" اس طرح قادیانی جنت "بہشتی مقبرہ" کے بارے میں غلام احمد قادیانی کے موقف کو یوں بالواسطہ طور پر پیش کیا ہے۔

"بہت سے لوگ میرے گرد جمع ہو جاتے ہیں یہ سب نجات کے طالب ہیں۔ میں انہیں کہتا ہوں جاؤ فلاں قبرستان میں دفن ہو جاؤ تمہاری نجات ہو جائے گی"

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے"؟ نجات کے ایک طالب نے پورے خلوص سے اپنے شک کا اظہار کیا ہے۔ "تمہیں خبر نہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ بعض قبرستان ایسے ہوں گے کہ ان کے چاروں کونے پکڑ کر انہیں بغیر حساب کے بہشت میں ڈال دیا جائے گا۔ ان میں سے ایک بقیع بھی ہے"!

میں سمجھتا ہوں کہ ادب کے ذریعے قادیانیت کی تبلیغ کا یہ نہایت خطرناک طریقہ اختیار کیا گیا ہے اس کا فوری نوٹس لینا چاہیے یہاں تک تو امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی کے نتیجے میں ۲۹۸ - سی کا مقدمہ بنتا ہے لیکن اس افسانے میں اہانت انبیاء

علیہم السلام کا ارتکاب بھی کیا گیا ہے۔

"عرش کیا ہے؟ فرمایا "میں ہوں"

"لوح و قلم کیا ہے؟" فرمایا "میں ہوں"

" ابراہیمؑ موسیٰ، محمد اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں فرمایا "میں ہی ہوں"

یہ توہین انبیاء کا وہی انداز ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی نے اختیار کیا تھا۔ مرزا کا شعر ہے۔

میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اس کے بعد توہین رسالت کا بھی وہی مرزا قادیانی والا انداز ہے۔ افسانے کے اقتباس سے اندازہ کرلیں۔

(۱) " میں بھی اکثر رقص کرنے لگتا ہوں میں خدائے وقت ہوں۔ وہ طفائے وقت ہوں"

(۲) " میں نے ان کے ہاتھوں کو چوما اور کہا قیامت کے دن ساری خلقت محمدی جھنڈے تلے جمع ہوگی" فرمایا محمد علیہ الصلوٰۃ السلام اس سے زیادہ ہی خلقت میرے جھنڈے تلے کھڑی ہوگی"

میرے خیال میں صرف ۲۹۵ ۔ ۲۹۸ اور ۱۹۸۰ کے تحت ہی نہیں بلکہ توہین رسالت کی دفعہ ۲۹۵ سی کے تحت بھی حیدر قریشی کے خلاف پرچہ درج ہونا چاہیے اور اس سلسلے میں فوری کارروائی کر کے ایسے ملحد اور کافر ادیب کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہیے۔ یہ کام مجلس ختم نبوت کے ذریعے اور جماعت اسلامی کے ذریعے زیادہ موثر اور بہتر طور پر ہو سکتا ہے میں نے اس ملحد کے فریب کا پردہ چاک کر دیا ہے۔ اگر فوری کارروائی نہ کی گئی تو ہمیں ایک اور رشدی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ملحد ادیب حیدر قریشی کی "ایک کافر کہانی" کا تجزیہ کرنے کے معاً بعد اس کے افسانوں کا مجموعہ "روشنی کی بشارت" منظر عام پر آگیا۔ اس مجموعے میں بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ نہ صرف "ایک کافر کہانی" کو شامل کیا گیا ہے بلکہ کئی اور کافرانہ کہانیاں بھی شائع کی گئی ہیں لیکن طریقہ واردات ایسا ہے کہ عام قاری اس میں چھپے ہوئے فتنے کو سمجھے بغیر اس سے متاثر ہو سکتا ہے جس افسانے کے نام پر مجموعے کا نام رکھا گیا ہے یعنی "روشنی کی بشارت" اس میں کھلم کھلا ختم نبوت کے عقیدے کی تردید کی گئی ہے اور اجرائے رسالت کے ساتھ ہندوؤں کے آواگون کا اثبات کیا گیا ہے صرف ایک اقتباس سے ادب کے نام پر کی جانے والی ملحدانہ فتنہ انگیزی کا اندازہ کرلیں۔

" ایک دفعہ میں اپنے وقت سے پچاس برس پہلے آیا تھا۔ اور جب پچاس برس بعد میں دوبارہ آیا تھا تو میں نے دیکھا تھا کہ میں اپنے وقت سے ایک صدی پہلے آگیا ہوں۔ پھر جب میں ایک صدی بعد آیا تو میری آمد اپنے وقت سے دو سو سال پہلے تھی۔ اور جب میں دو سو سال بعد آیا تو میری آمد میں چار سو سال رہتے تھے اور پھر جب میں چار سو سال بعد آیا تو میں اپنے وقت سے آٹھ سو سال پہلے آیا ہوا تھا اور جب میں آٹھ سو سال بعد آیا ہوں تو مجھے یقین ہوگیا ہے کہ میں اپنے وقت سے سولہ سو سال پہلے آگیا ہوں میں جو روشنی کی بشارت ہوں ہر لحظہ اس دنیا سے دور ہو رہا ہوں وہ کونسی صفر مدت ہے جس میں یہ تمام صدیاں اور زمانے سمٹ آئیں گے اور میری آمد قبل از وقت نہ ہوگی وہ صفر مدت جب انسان نور کا انکار کر کے آگ کی بلھنیٹ نہیں چڑھے گا" (کتاب روشنی کی بشارت صفحہ ۹۰، ۹۱)

اس کہانی کا آغاز کی اس تمثیل کے ایک اقتباس سے کیا گیا ہے جس میں اس بدبخت نے معاذاللہ خدا کی موت کا اعلان کیا تھا۔

اس مجموعے کی پہلی کہانی " میں انتظار کرتا ہوں" کے عنوان سے ہے۔ اس میں حضرت ابراہیم، حضرت بی بی ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کی توہین کی گئی ہے ہندوؤں کے اوتار رام چندر کو آلِ ابراہیم میں شمار کیا گیا ہے (کتاب مذکور صفحہ ۲۲)

میں جو جنگل میں بن باس کے دن گذار رہا ہوں
میں بھی ابراہیم کی آل سے ہوں"

بالواسطہ طور پر حضرت بی بی ہاجرہ کو لونڈی اور حضرت اسماعیلؑ کو لونڈی کا بیٹا کہا گیا ہے (صفحہ ۲۰) کہانی کا مرکزی کردار اپنے آپ کو حضرت اسماعیلؑ حضرت یوسفؑ اور رام چندر تینوں کے روپ میں پیش کرتا ہے۔ جو صریحاً گستاخی ہے۔

ایک اور کہانی "حوا کی تلاش" (صفحہ ۱۰۰) میں قیامت کے بارے میں قرآنی آیات کو غلط طور پر ایٹمی جنگ کی پیشگوئی کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو تحریف معنوی کا کھلم کھلا ارتکاب ہے۔

اوپر کے اس مختصر تجزیے سے یہ حقائق کھل کر سامنے آتے ہیں کہ

(۱) ختم نبوت کے عقیدے کی کھلم کھلا نفی کر کے حضرت خاتم النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی ہے یہ توہین رسالت کا سیدھا سیدھا کیس ہے۔

(۲) ہندوؤں کے عقیدہ آواگون کا پرچار کیا گیا ہے

(۳) حضرت ابراہیمؑ حضرت بی بی ہاجرہؑ حضرت اسماعیلؑ اور حضرت یوسفؑ کی شان میں گستاخیاں کر کے ان کی بھی توہین کی گئی ہے۔

(۴) نیطشے کی شرمناک تمثیل سے کہانی کا آغاز کر کے خداوند اقدس کی توہین کی گئی ہے۔

(۵) قرآن مجید کی آیات کو غلط طور پر چسپاں کر کے تحریف معنوی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

یہ ساری شرانگیزی یہودی لابی کے اشارے پر کی جارہی ہے جس کا ایک واقع ثبوت کتاب کے صفحہ ۸ پر موجود ہے۔ "ایک کافر کہانی" میں حیدر قریشی نے صوفیائے کرام کے روحانی تجربات کو ان کے سیاق و سباق سے کاٹ کر قادیانیت کی تبلیغ کی ہے صفحہ ۸ پر بھی ایک صوفیانہ تحریر کو اس کے اصل سیاق و سباق سے کاٹ کر اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ عیسائیوں، ہندوؤں اور یہودیوں کے لیے ایک نرم گوشہ پیدا ہو جائے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہنود و یہود کی اس سازش کا حصہ ہے۔ جس کے تحت مسلمانوں کو مختلف طریقوں سے اسرائیل کو تسلیم کرنے

باقی صفحہ ۲۹ پر

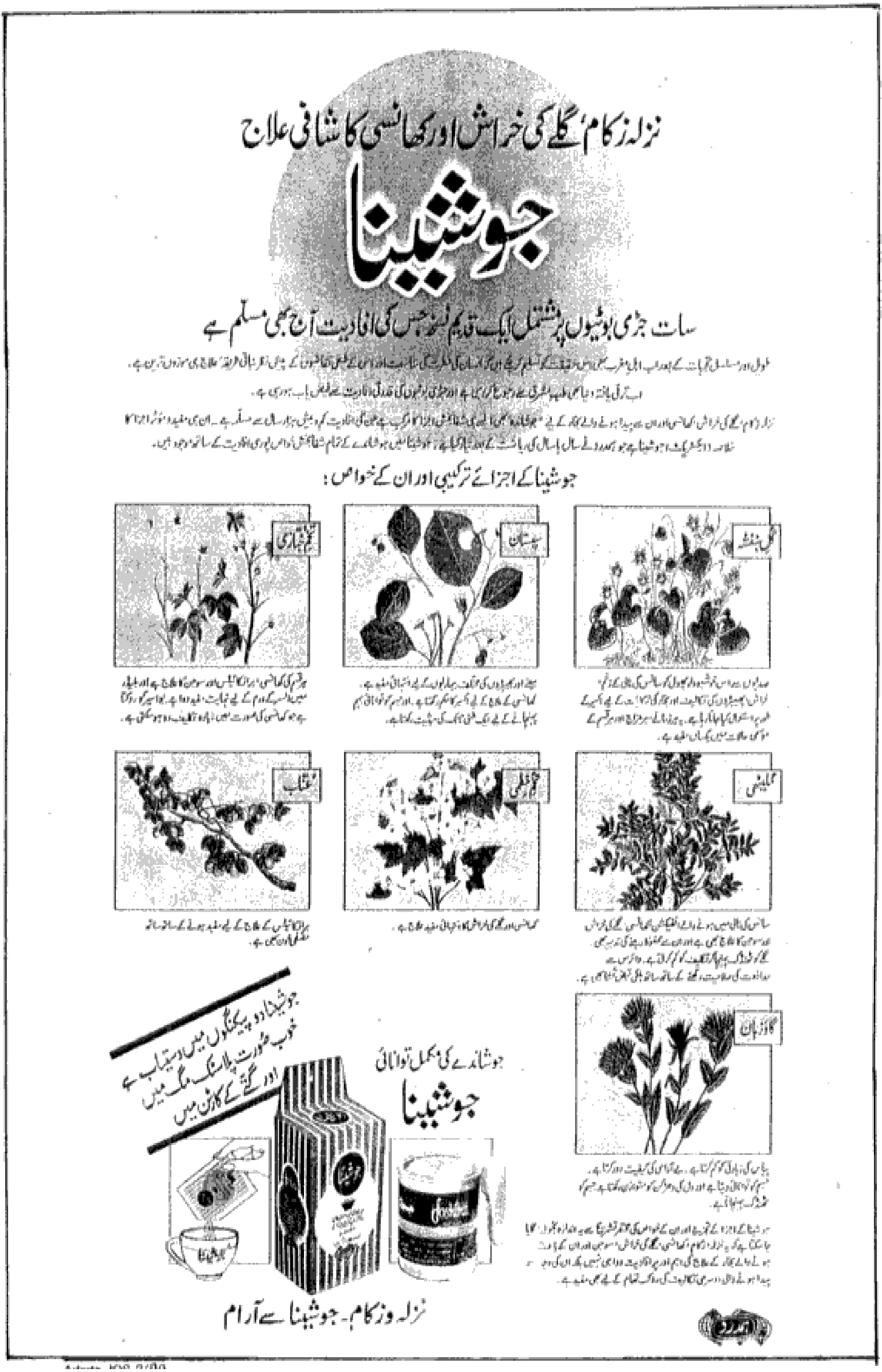

نزلہ زکام، گلے کی خراش اور کھانسی کا شافی علاج
جوشینا
سات جڑی بوٹیوں پر مشتمل ایک قدیم نسخہ جس کی افادیت آج بھی مسلّم ہے
جوشینا کے اجزائے ترکیبی اور ان کے خواص:
گل بنفشہ
سپستان
تخم خبازی
ملیٹھی
عناب
گاؤزبان
جوشینا دو پیکنگوں میں دستیاب ہے
خوب صورت پلاسٹک مگ میں
اور گتے کے کارٹن میں
جوشاندے کی مکمل توانائی
جوشینا
نزلہ و زکام۔ جوشینا سے آرام

مولانا فقیر محمد

حضرت امیر شریعت
سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

برصغیر ہند و پاک کی جدوجہد آزادی میں صف اول کے جن اولوالعزم رہنماؤں کا نام ایک امتیازی شان کا حامل ہے ان میں ایک نامور اور سرفرست شخصیت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ہے وہ عمر بھر اسلام دشمن قوتوں کے خلاف برسرپیکار رہے اور عزیمت و جرأت اور ہمت و استقامت کے ساتھ انہوں نے نصف صدی سے زیادہ عرصہ اپنی جسم و جان کی تمام تر توانائیوں کو غیر ملکی سامراج کی بیخ کنی میں کچھ اس طرح صرف کیا کہ بالآخر مسلمانوں کا ازلی دشمن انگریز اپنے اقتدار کا پشتارہ اپنے ناپاک کاندھوں پہ اٹھا کر برصغیر سے نہایت ذلت و خواری کے ساتھ نکل جانے پر مجبور ہوگیا

سید عطاء اللہ شاہ بخاری صرف ایک دینی پیشوا یا محض ایک سیاسی رہنما ہی نہیں تھے بلکہ وہ بیک وقت ایک آتش بیان مقرر ایک شعلہ نوا خطیب ایک قادر الکلام شاعر ایک عظیم سیاسی مدبر اور ایک زبردست دینی مفکر بھی تھے انہوں نے پچاس برس کی کٹھن طویل اور صبر آزما زندگی کے مختلف مراحل میں مسلمان قوم کی سماجی اقتصادی مذہبی اور سیاسی اصلاح و فلاح کا شاندار کام بڑی پامردی اور حمیت و غیرت ملی کے بے پایاں جذبات کے ساتھ سرانجام دیا مسلمان قوم کی تہذیبی زندگی میں طہارت و پاکیزگی کا نکھار پیدا کرنے ان کی اقتصادی زندگی کو ہندوؤں کے غلبہ اور تسلط سے واگزار کرانے اور ان کی سماجی بہبود کی خاطر انہوں نے ملک کے دور دراز گوشوں میں جا جا کر اپنا پیغام لوگوں تک پہنچایا اور ان کے اندر قومی و ملی شعور کو اجاگر کیا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم نے آزادی وطن سے قبل اور آزادی کے بعد اپنی سیاسی تگ و تاز کا نشانہ ان رجعت پسند قوتوں کو بنایا جو انگریز کی غلامی پہ نہ صرف قانع تھیں بلکہ وہ اس کی ریشہ دوانیوں اور دسیسہ کاریوں میں ہر طرح ممد و معاون تھیں ان میں بڑے بڑے جاگیردار اور سرمایہ دار بھی تھے۔ اور وہ مذہبی بہروپیے بھی جنہوں نے فرنگی استعمار کے زیر سایہ مذہبی تقدس کا لبادہ اوڑھ کر اپنے ہی ابنائے ملک و ملت کے خلاف غداری کے گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کیا اور اس غیر ملکی سامراج کی پشت پناہی کرتے رہے حضرت شاہ صاحب زندگی بھر ان اسلام دشمن عناصر کے خلاف جو کھلی لڑائی لڑتے رہے ان کی زندگی کا آخری حصہ استحکام پاکستان تحفظ عقیدہ ختم نبوت اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ الحق میں گزرا انہوں نے ان تمام فتنوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا جو مسلمانان عالم کی حیات ملی کو سبوتاژ کرنے کے لیے فرنگی اور اس کے حاشیہ برداروں نے کھڑے کئے تھے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی پوری زندگی مصائب اور حوادث کی آئینہ دار تھی۔ انہوں نے اپنے مشن کی تکمیل کے لیے عمر کا بیشتر حصہ قید و بند کی نذر کیا۔ وہ کم و بیش بارہ برس تک زنداں کی چار دیواری میں محبوس رہے اور اس طرح اپنی زندگی کا بہترین حصہ انگریزوں کی جیلوں میں گزارا زندہ قومیں اپنے محسنوں کی یاد ہمیشہ تازہ رکھتی ہیں۔ اور ان کے مشن کی تکمیل میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کرتیں۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنی پوری زندگی جس مشن کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ آج سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کے اس مشن کو زندہ رکھا جائے تاکہ یہ مملکت عزیز اسلام کی مقدس تعلیمات کا گہوارہ بن سکے۔ اسلام دشمن عناصر کا اس سرزمین سے قلع قمع ہو سکے اور نظریہ پاکستان کو فروغ و تحفظ حاصل ہو۔ اسلام دشمن قوتیں آج پھر اس وطن عزیز میں سرگرم عمل ہیں اور وہ چاہتی ہیں کہ برصغیر میں اسلام کے اس آخری حصار کو اپنی ناپاک اغراض کا تختہ مشق بنا کر مسلمانوں کو ان کے تشخص ملی سے محروم کر دیں انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے کسی عجمی اسرائیل کی سازش کو پروان چڑھائیں۔ ایسے پر آشوب دور میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے غیور مسلمان کی یاد کو تازہ کر کے ان کے مشن کو پروان چڑھانا اور ان کی ۳۱ ویں برسی کے غم انگیز موقعہ پر تجدید عہد کرنا مسلمانان پاکستان کے لیے ایک اہم فریضہ ہے۔

۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کو شاہ جی ہم سے جدا ہوئے تھے ہمیں اس موقعہ پر از سر نو اس امر کا جائزہ لینا چاہیے کہ آیا ہم شاہ جی مرحوم کو شایان شان خراج عقیدت پیش کرنے کے اہل ہیں یا نہیں اور آیا ہم نے باطل قوتوں کے خلاف کوئی اقدام ان چند برسوں میں کیا ہے یا ہم قوت عمل سے محروم ہیں؟!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانیوں کا ہر محاذ پر مقابلہ کر رہی ہے
مولانا خدا بخش شجاع آبادی

گزشتہ ہفتہ عالمی مجلس ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا خدا بخش ضلع بہاولنگر کے تبلیغی دورہ پر تشریف لائے چشتیاں ہارون آباد فورٹ عباس میں اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نے مجلس ختم نبوت کی خدمات کو سراہا اور انہوں نے کہا کہ مجلس ہر محاذ پر قادیانیوں کا مقابلہ کر رہی ہے اور حکومت کی قادیانیت نوازی پر سخت تنقید کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ ارتداد کی شرعی سزا نافذ کر کے فتنہ قادیانیت کو ختم کیا جائے انہوں نے کہا کہ مرزائیوں کا علاج وہی ہے جو خلیفہ رسولؐ سیدنا الصدیق اکبرؓ نے مسیلمہ کذاب اور اس کی امت کا کیا تھا مولانا خدا بخش نے کہا کہ اس وقت مجلس ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا خان محمد صاحب یورپ میں تبلیغی دورہ پر تشریف لے گئے اور ختم نبوت کا کام دنیا کے کئی ممالک میں ہو رہا ہے مولانا کو عوام نے یقین دلایا کہ ہم مجلس کے ساتھ پورا تعاون کریں گے۔

کھانے کے آداب

مولانا محمد حسین صاحب معروف داعی اسلام ہیں۔ ایک طویل عرصے سے شہر شہر، قریہ قریہ دعوت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ اب قارئین ختم نبوت کی اصلاح کے لئے "اصلاح اُمّت" کے عنوان سے کالم لکھا کریں گے۔ ——— (ادارہ)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔

اس آیت مبارکہ میں اتباع رسولؐ پر اللہ کی طرف سے محبت اور گناہوں کی معافی کی خوش خبری دی گئی ہے۔ دنیا میں نبی کو اسی مقصد کے لئے بھیجا جاتا ہے کہ لوگ ہر فعل اور قول میں اس کی پوری پوری اتباع کریں۔ اور زندگی کی ایک ایک حرکت و سکون کو نبیؐ کی متابعت کی پابندی میں جکڑ دینے کا نام ہی اتباع رسولؐ ہے اور جس شخص نے اس اتباع رسولؐ پر استقامت حاصل کر لی تو وہ انسان ترقی کے سارے مدارج و مراحل طے کر جاتا ہے اور یہ ہی اس کی ولایت اور یہ ہی اس کی کرامت ہے اور اسی ہی شخص کو جنت کی بشارت دی گئی

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الخ۔

صحابہؓ کو رضی اللہ عنہم کا مژدہ جاں پرور سنایا گیا اس کا سبب یہی تھا کہ انہوں نے جو فعل و حرکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جس طرح دیکھی اس کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرتے چلے گئے۔ نماز میں بھی نقل کی۔ روزہ میں بھی غرض تمام عبادات اور تمام معاملات اور تمام ہی امور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح تصویر اتار کر دکھا دی یہاں تک کہ صحابہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی فطری مذاق و رجحان طبع کی بھی اسی طرح تصویر اتاری جیسے کہ ایک عقلمند اطاعت شعار بچہ اپنے والدین کی نقل اتارتا ہے۔ اس کی مثالیں حدیث کی کتابوں میں سیکڑوں ملیں گی، ان تمام واقعات و حالات کو پیش نظر رکھ کر ہم اپنی موجودہ زندگیوں پر بھی غور کریں کہ ہماری زندگیاں اپنے دینی مرکز سے کتنی دور جا چکی ہیں۔ آج ہم اپنی خواہشات اور ت کی اتباع کرتے ہیں جس طرح جس کام کو چاہا کر لیا۔ آج ہم سب وہ کچھ کر رہے ہیں جو نے کیا مگر ہم اپنی جداجدا ذاتی رجحان طبع کے مطابق کر رہے ہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

مگر ایک سچے مسلمان کے لئے اس سے زیادہ اور کیا سعادت ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عادات و فضائل آپؐ کے رہن سہن رفتار و گفتار کا نقشہ اس

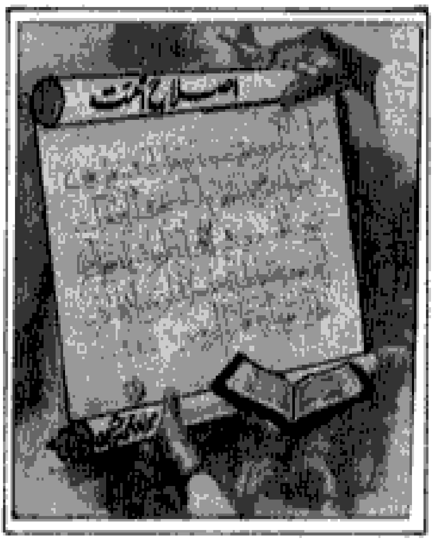

کے دل میں رہے اور آنکھوں میں پھرے۔

ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے روزمرہ کی زندگی کے کاموں و اعمال کے آداب و احکام لکھنے کا سلسلہ شروع کیا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اس کو یاد کر کے اس کو ہماری زندگی کا جز بنا دے اور اپنے صالح بندوں میں ہمیں شامل فرمالیں۔

- ○ اللہ کا حکم سمجھ کر کھائے اور یہ نیت کرے جو اس سے طاقت حاصل ہوگی اس سے اللہ کی عبادت کروں گا۔ (احیاء العلوم)
- ○ حلال اور طیب مال کھائے۔
- ○ بھوک کے وقت کھانا کھانا چاہیئے۔
- ○ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھوں کو دھوئے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئے گا اللہ اس سے مفلسی دور کرے گا۔ (احیاء العلوم)
- ○ دسترخوان زمین پر بچھا کر کھائے۔
- ○ سُنّت کے مطابق بیٹھے۔
- ○ بیٹھنے کے مختلف طریقے ہیں۔ مثلاً التحیات کی صورت میں بیٹھے (۲) بائیں پاؤں پر بیٹھے داہنے پاؤں کو کھڑا کرے (۳) اکڑوں بیٹھے۔ (زاد المعاد)
- ○ جو کھانا موجود ہے اس پر قناعت کرے۔
- ○ کئی لوگ مل کر کھائیں جتنے کھانے والے ایک ساتھ ہوں گے اتنی ہی اس کھانے میں برکت ہوگی۔
- ○ اگر بھوک سخت ہو نماز میں خلل پڑے تو پہلے کھانا کھالے (بشرطیکہ وقت میں وسعت ہو) ترمذی
- ○ ٹیک لگا کر کھانا نہ کھائے (اس سے معدہ کو نقصان پہنچتا ہے۔)
- ○ چوکڑی مار کر سیرین پر نہ بیٹھے
- ○ خوب پیٹ بھر کر نہ کھائے (کیونکہ یہ عبادت کیلئے مانع ہے)
- ○ کھانے میں عیب نہ نکالے۔
- ○ سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا نہ کھائے۔
- ○ میز کرسی پر بھی آپؐ نے کبھی کھانا نہیں کھایا (ترمذی)
- ○ چھوٹی چھوٹی پیالیاں اور طشتریوں میں بھی آپ نے کھانا ناپسند فرمایا ہے۔

قادیانیوں سے
بائیکاٹ کیجئے

صدیق آباد (ربوہ) کانفرنس کی قراردادیں

یہ عظیم اجتماع بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے وحشیانہ مظالم کی شدید مذمت کرتا ہے اور اس مسئلہ میں نام نہاد بڑی طاقتوں اور مسلم حکمرانوں کی سرد مہری کو انتہائی افسوسناک قرار دیتے ہوئے بوسنیا کے مسلمانوں کے ساتھ مکمل یکجہتی کا اظہار کرتا ہے۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ اس سلسلہ میں عالم اسلام کی ذمہ داری اور کردار کے تعین کیلئے فوری طور پر مسلم حکومتیں احتجاجی مراسلوں اور بیانات پر قناعت کرنے کے بجائے بوسنیا کے مسلمانوں کو مکمل طور پر ذبح ہونے سے بچانے کے لئے ہنگامی عملی اقدامات کریں۔ یہ اجتماع بوسنیا کے مسلمانوں کی امداد کے لئے سعودی عرب حکومت کے اقدامات کی تحسین کرتا ہے۔ مگر انہیں ناکافی اور وقتی قرار دیتے ہوئے بوسنیا کی آزادی، خود مختاری اور اسلامی معیشت کے تحفظ کیلئے تمام مسلم حکومتوں کے مشترکہ جرأت مندانہ موقف اور کردار کو انتہائی ناگزیر تصور کرتا ہے۔

یہ اجتماع مقبوضہ کشمیر، فلسطین، افغانستان اور برما کے مظلوم مسلمانوں پر ظلم و ستم کے خلاف شدید غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے۔ نیز یہ اجتماع مظلوم و محکوم کشمیری اور فلسطینی حریت پسندوں کی تحریک و جدوجہد کی مکمل حمایت کا اعلان کرتا ہے۔ اور ان کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرتا ہے۔ یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ کشمیریوں کی آزادی کے لئے جہاد کا فی الفور اعلان کرے۔

یہ اجتماع فلسطین کی آزادی اور بیت المقدس کی واگذاری کی جدوجہد کی بھی مکمل حمایت کا اعادہ کرتا ہے۔

یہ اجتماع افغانستان میں خانہ جنگی کی موجودہ صورتحال کو افسوسناک قرار دیتا ہے اور افغان مجاہدین کی تمام جماعتوں کے قائدین سے اپیل کرتا ہے کہ وہ افغانستان کے تیرہ سالہ جہاد کے اثرات و ثمرات کو اپنے ہی ہاتھوں سے ضائع نہ کریں۔ بلکہ باہمی اتحاد و اتفاق کے ساتھ خانہ جنگی کو بلا تاخیر ختم کر کے مستحکم افغانستان کیلئے مصروف عمل ہو جائیں۔

یہ اجتماع اسلام، پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف قادیانی گروہ کی مسلسل پراپیگنڈہ مہم کی شدید مذمت کرتا ہے اور اس حقیقت کی نشاندہی ضروری سمجھتا ہے کہ اسلام اور پاکستان کے خلاف مغربی لابیوں، اسرائیل اور بھارت کے معاندانہ مہم میں شریک کار بن کر قادیانی امت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے اپنی وطن دشمنی کو ایک بار پھر آشکارا کر دیا ہے ٹل فورڈ لندن حال ہی میں قادیانیوں کے سالانہ اجتماع میں بھارتی ہائی کمشنر کی شمولیت اور ان کے خطاب میں قادیانیوں کی نام نہاد مظلومیت، انسانی حقوق اور پاکستان سے قادیانیوں کی مبینہ جلاوطنی کا تذکرہ اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے کہ مرزا طاہر احمد کا بھارتی حکومت کے ساتھ گٹھ جوڑ موجود ہے۔ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس صورتحال کا سنجیدگی کے ساتھ نوٹس لیا جائے۔ اور قادیانی جماعت کی اسلام اور پاکستان دشمن سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ ربوہ کا نام تبدیل کر کے صدیق آباد رکھنے کا سرکاری طور پر اعلان کیا جائے۔ اور ربوہ کے مقامی مسائل کو فوری طور پر حل کیا جائے۔ مسلم کالونی ربوہ کو سوئی گیس فراہم کی جائے۔

یہ اجتماع آزاد کشمیر کے پہاڑوں سے لے کر سندھ کے میدانوں تک سیلاب سے متاثر ہونے والے افراد سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہے آزاد کشمیر، صوبہ سرحد اور شمالی پنجاب میں سیلاب کی آمد کے موقع پر فیڈرل فلڈ کمشن کے چیئرمین اور کمشن کے چیف انجینئر کے رویہ پر حیرت کا اظہار کرتا ہے۔ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ منگلا ڈیم کا پانی اچانک چھوڑنے ناقص منصوبہ بندی اختیار کرنے اور وسیع پیمانے پر تباہی و بربادی کے سلسلہ میں تحقیقاتی کمشن مقرر کیا جائے۔ اور غفلت برتنے والے افسران کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔

یہ اجتماع پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو اسرائیل، بھارت کے خطرہ کے پیش نظر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ قادیانی امریکہ و یہودیوں کے ایما پر ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کی سازش میں شریک ہیں۔ اس کا ثبوت ملکی پریس سے مل چکا ہے۔ بھارتی خفیہ ایجنسی "را"، کا وہ شعبہ جو کہوٹہ کی تباہی کے لئے قائم کیا گیا تھا، قربان شاہین کے قادیانی کرنل کو اس کا نگران و انچارج بنایا گیا ہے۔ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کے تحفظ کیلئے قادیانیوں کی کڑی نگرانی کی جائے۔ نیز ایٹمی پراجیکٹ میں گھسے ہوئے قادیانیوں کو نکال باہر کیا جائے۔

یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی توہین پر نافذ ہونے والی دفعہ ۲۹۵ سی میں اضافہ کر کے امہات المومنینؓ صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کی شان میں گستاخی و اہانت کرنے والوں کیلئے بھی سزائے موت مقرر کی جائے۔

یہ اجتماع ملک میں بڑھتی ہوئی فحاشی، عریانی اور جنسی بے راہ روی، سنسنی خیزی پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ نئی نسل کو فحاشی کے سیلاب میں بہنے سے بچانے کیلئے مخرب الاخلاق ڈراموں، بلیو پرنٹ فلموں کے علاوہ، سی۔ این۔ این۔ بی۔ ٹی۔ این اور ڈش انٹینا پر پابندی عائد کی جائے۔ نیز غیر ملکی ثقافتی طائفوں پر پابندی عائد کی جائے۔

یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ قیام پاکستان کے بنیادی مقصد یعنی اسلامی نظام کے عملی اور مکمل نفاذ کے لئے گومگو پالیسی ترک کر کے فوری اور عملی اقدامات کئے جائیں۔ اور قرآن و سنت کی غیر مشروط بالادستی کی آئینی ترمیم بلا تاخیر پارلیمنٹ سے منظور کرا کے غیر اسلامی قوانین اور نظام کے خاتمہ کی راہ ہموار کی جائے۔

یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ سالہا سال سے اسلامی نظریاتی کونسل کی مرتب کردہ سفارشات کو قومی اسمبلی میں پیش کر کے اس پر قانون سازی کی جائے۔ اور ملک میں ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ تاکہ قادیانی فتنہ کی تشہیر و اشاعت اور تبلیغ کا موثر تدارک ہو سکے۔

یہ اجتماع قادیانیوں کے مسلمانوں سے الگ تشخص کو یقینی بنانے کیلئے اور آئینی و قانونی فیصلوں پر عمل

درآمد کیلئے ضروری سمجھتا ہے۔ کہ ملک میں کمپیوٹر سسٹم کے تحت بننے والے قومی شناختی کارڈ میں قومی پاسپورٹ کی طرح مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا جائے۔ کیونکہ قومی پاسپورٹ میں فارم میں درج حلف نامے کی بنیاد پر مذہب کا خانہ موجود ہے۔ جبکہ شناختی کارڈ کے فارم میں حلف نامہ تو موجود ہے لیکن شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ موجود نہیں۔ جسکی وجہ سے مسلم اور غیر مسلم کی تمیز ختم ہو کر رہ گئی ہے۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے۔ کہ قومی پرچم کے دو رنگوں سبز اور سفید کی طرح شناختی کارڈ میں سبز رنگ مسلمانوں کے لئے اور سفید رنگ غیر مسلم اقلیتوں کے لئے مخصوص کیا جائے۔

یہ اجتماع جاپان۔ سوڈانیہ۔ ترکی اور الجیریا میں پاکستان کے قادیانی سفیر تعینات کرنے اور یونیسکو میں پاکستان کی نمائندگی قادیانی کے سپرد کئے جانے کی شدید مذمت کرتا ہے۔ نیز کموڈور ادریس باجوہ سابقہ چیف سیکریٹری سندھ کو وفاقی سیکریٹری پٹرولیم مقرر کرنے اور میجر جنرل نصیر قادیانی کو اسلحہ کور کا سربراہ بنانے پر شدید غم و غصے کا اظہار کرتا ہے۔ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ کلیدی عہدوں پر فائز قادیانیوں کو فی الفور ان کے عہدوں سے ہٹایا جائے۔ خاص طور پر پاکستان کی مسلح افواج کی کلیدی پوسٹوں پر متعین قادیانی افسران کو نکالا جائے۔ کیونکہ قادیانیوں کا الہامی عقیدہ ہے کہ جہاد حرام ہے۔ ایک نظریاتی مملکت میں نظریاتی دشمنوں کا حساس عہدوں پر موجود ہونا ملک و ملت کے منافی ہے۔ لہذا اصول۔ پاک فوج اور دیگر سرکاری اداروں سے قادیانی افسروں کو نکالا جائے۔

ربوہ کی زمین قیام پاکستان کے بعد انگریزی گورنر سر موڈی سے دور میں انجمن احمدیہ نے کوڑیوں کے بھاؤ ۹۰ سالہ لیز پر حاصل کی تھی۔ اور بعد میں جعلسازی کے ذریعہ مالکانہ حقوق حاصل کر لئے۔ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ انجمن احمدیہ کے نام اس زمین کی الاٹمنٹ منسوخ کر کے ربوہ کے رہائشیوں کو اس کے مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔

یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ بلوچستان کے علاقہ تربت میں ذکری فتنہ کے خود ساختہ کوہ مراد کے نقلی حج پر پابندی عائد کی جائے۔ نیز ذکریوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

یہ اجتماع صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ۔ قاضی احسان الحق مولانا عبد العزیز سرگودھوی۔ شیخ منظور احمد۔ مولانا علی محمد۔ مولانا مختار دیسال۔ مولانا سلیمان طارق۔ مولانا غلام ربانی۔ مولانا انذر قاسمی کے جواں بھائی۔ مولانا عبد الستار توحیدی۔ مولانا امیر حسین گیلانی کی صاحبزادی اور بھتیجی کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار کرتا ہے۔ اور مرحومین کے لئے بلندی درجات کی دعا کرتا ہے۔

مذہب کے خانہ کے اضافے سے اقلیتی کے حقوق میں کوئی فرق نہیں پڑیگا

دنیا کے تمام ممالک میں مذہب کا تعین کیا جاتا ہے

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر عبد الرحمن یعقوب باوا جنرل سیکریٹری مولانا محمد انور فاروقی نے مشترکہ بیان میں کہا کہ حکومت نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیرینہ مطالبے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے میں اضافے کو منظور کر کے دانش مندی کا ثبوت دیا ہے اور اس مطالبہ کی منظوری سے اقلیتوں کے حقوق پر کسی قسم کی زد نہیں آئے گی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہمیشہ اقلیتوں کے حقوق کی بات کی ہے اور شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کا مطالبہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اسلام اقلیتوں کے حقوق کے مکمل تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ دنیا کے تمام ممالک میں مذہبی تشخص کو اجاگر کیا جاتا ہے اور شہریت میں اس کی وضاحت کی جاتی ہے کہ اس کا کس مذہب سے تعلق ہے تاکہ اس کے مذہبی معاملات میں اس کی رعایت کی جاسکے۔ برطانیہ۔ امریکہ میں ہر مذہب والے شخص کے شخصی معاملات کے فیصلے اس کے مذہبی احکام کے حوالے سے کئے جاتے ہیں اس لئے اگر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے یہ مطالبہ کیا کہ پاکستان کے تمام شہریوں کے مذہب تشخص کا امتیاز ضروری ہے تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں اور نہ ہی اس سے کسی کی حق تلفی ہو رہی اس مطالبہ کا اصل ہدف وہ قادیانی گروہ ہے جو دنیا بھر میں اپنے کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں مذہب کے خانے میں اضافے سے اس قسم کا دھوکہ بازی کا سدباب ہوگا ان رہنماؤں نے تمام اقلیتی رہنماؤں سے مطالبہ کیا کہ وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے اس مطالبہ کی مخالفت کر کے بلاوجہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خلاف محاذ آرائی سے گریز کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس بات کا یقین دلاتی ہے کہ وہ اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے اسلام کے قوانین کے مطابق روشنی پر مکمل تعاون کریگی۔

قادیانی کوئی مذہبی جماعت نہیں

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان میں ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں ڈسٹرکٹ امیر مولانا بشیر حامد حصاروی صاحب۔ سٹی امیر مولانا قاضی عزیز الرحمن۔ ناظم اعلیٰ لیاقت علی خان احرار اور مولانا احمد بخش شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا شروع سے یہ موقف ہے کہ قادیانی کوئی مذہبی جماعت نہیں بلکہ فرنگی استعمار کی سیاسی مصلحتوں نے اسے جنم دیا۔ مذہب کا لبادہ اوڑھ کر یہ اسلام دشمن ایک سیاسی گروہ ہے۔ یہ لوگ نہ تو اسلام کے وفادار ہیں اور نہ ہی پاکستان کے۔ قادیانی بھی اپنے آپ کو پاکستان کا وفادار ظاہر نہیں کرتے۔ بلکہ ان کی وفاداریاں بھارت۔ برطانیہ اور امریکہ سے وابستہ ہیں جو کہ ان کے رکھوالے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں نے پاکستان کو ابھی تک تسلیم نہیں کیا اسی لئے وہ اپنی میتوں کو ربوہ میں امانتاً دفن کرتے ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ قادیانی پاکستان کے دشمن نمبر ایک ہیں۔ ہم حکومت کو خبردار کرتے ہیں کہ اگر ملک کی خیر چاہتے ہو تو قادیانیوں کو محکمہ مالیات۔ تعلیم ابلاغ عامہ اور افواج پاکستان سے فارغ کر دیا جائے۔ ان کی تمام سرگرمیوں پہ پابندی عائد کی جائے اور تمام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وہ قادیانیوں سے ہر قسم کے لین دین کا بائیکاٹ کریں۔ شیزان مرزائیوں کی مصنوعات ساز فیکٹری ہے لہذا اسکا بائیکاٹ کرنا تمام مسلمانوں کی دینی غیرت کا تقاضا ہے۔

بقیہ : قادیانی تبلیغ

پر آمادہ کیا جا رہا ہے میں اس تحریر کے دو الگ الگ حصے پیش کر رہا ہوں۔

"وہ ہمارے مذہب زبور اور یہودی اور عیسائی بزرگوں کی فراست میں ہے۔"

"میرا دل ہر حال پہ قادر ہے۔ جہاں راہب کے لیے خانقاہ اور بتوں کے لیے معبد، ہرنوں کے لیے چراگاہ اور حج کو آنے والوں کے لیے کعبہ ہے۔"

یہودی لابی مسلمانوں کو دین سے بیگانہ کرنے کے لیے فحاشیت اور عریانی کا سہارا بھی لیتی ہے فحش فلمیں، ریڈیو پرنٹس، یہودیوں کی مہم پہ ثقافتی یلغار ہے ملحد ادیب حیدر قریشی نے بھی یہودی مقاصد کے لیے اس حربے کو بے حیائی کے ساتھ استعمال کیا ہے اس کی مثالیں بھی نقل کفر کفر نباشد کے مطابق پیش ہیں۔

(۱) "سنو! ... وہ چلاتے ہوئے بولتی ہے گندم کی ہیئت پر غور کرو اور اپنی اس کمزوری پر بھی غور کرو جس کے بغیر تم نہیں رہ سکتے" (ص ۱۰۰)

(۲) "ایک ننگی عورت کو برہنہ حال کہہ کر لکھا ہے ("میرا" "برہنہ حال" میرے برہنہ جسم سے چمٹا، مشرق اور مغرب کی نفرتوں کو اپنے آنسوؤں سے صاف کر رہا ہے" (ص ۱۴۱)

(۳) خون بھی سفید کب ہوتا ہے خون تو سرخ ہی ہوتا ہے اور جو سفید ہوتا ہے اسے خون نہیں کہتے (ص ۹۰)

(۴) میں بھرپور نظروں سے اسے دیکھتا ہوں اور روشنیاں اور خوشبوئیں اس کی آنکھوں اور اس کے جسم سے میری روح میں اتر کر رقص کرنے لگتی ہیں میں اس نئے تجربے کی لذت میں گم ہوں" (ص ۱۳۵)

"ایک کافر کہانی" کے جائزہ میں میں نے صرف اس کہانی کی بنیاد پر مطالبہ کیا تھا۔ اب ملحد ادیب حیدر قریشی کی باقی کہانیوں کا جائزہ لینے کے بعد میں پھر اپنا مطالبہ دہراتا ہوں کہ یہود و ہنود کے اس ایجنٹ کے خلاف امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی اور توہین رسالت کے جرم میں پرچہ درج کر کے اسے گرفتار کیا جائے اور کیفر کردار تک پہنچایا جائے پہلا رشدی اپنی بدزبانی کے باعث سب کی نظروں میں آ گیا تھا۔ جب کہ اس رشدی کا طریقہ کار ظاہری شائستگی کے باعث انتہائی خطرناک اور موثر ہے اس لئے حکومت کو چاہیے کہ خود اس رشدی کے خلاف فوری کارروائی کرے۔

بقیہ: پریس کانفرنس

ہی نہیں ہے ایک اَن پڑھ سے اَن پڑھ شخص سن کر اور محض پڑھنے کی صلاحیت رکھنے والا پڑھ کر جاوید اقبال کے تازہ خرافات کے زہریلے پن اور خلاف حقیقت ہونے کا اندازہ کر سکتا ہے۔

تو لیجئے کلیجہ تھام کر پڑھیے اور فیصلہ کیجئے جاوید اقبال کی دماغی حالت اور مذہبی پوزیشن کا۔

"اسلام کا کوئی دور سنہری نہیں تھا۔ خلفائے راشدین کے دور میں بھی لڑائیاں ہوئیں۔"

"مُلّا کا اسلام صرف ریش، شراب اور پردے تک محدود ہے۔"

"وقت آئے گا کہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ اسلام کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔"

"غیر مسلموں کیلئے الگ شناختی کارڈ، دوپٹے اور پردے کو اسلام کی خدمت سمجھا جاتا ہے۔ بنیاد پرستی ہر چیز کو ختم کر رہی ہے۔"

یہ ہیں جاوید اقبال کی تقریر کے اہم نکتے۔

قارئین آپ ہی فیصلہ کریں اگر علامہ اقبال آج زندہ ہوتے تو وہ اپنے اس بے اقبال بیٹے کو عاق نہ کر دیتے ؟؟؟

بقیہ: معرکہ

کو تلاش کر رہے ہوں گے اور سوچ رہے ہوں گے کہ بے احول کی دھونکنی سے ہمارے حضرت بھی نہ بچ سکے۔ حالانکہ ان تصاویر میں حضرت مولانا کی تصویر بحمد اللہ نہیں چھپی اور مولانا نے جس جرأتمندی سے اس جلسے میں فوٹوگرافر سے اپنا دفاع فرمایا وہ قابل تحریر ہے لیکن مولانا کی اجازت کے بغیر میں اسے لکھوں یہ کچھ مشکل سا معاملہ ہے بہر حال اہل دل اطمینان رکھیں روحانیت کے پیاسے مطمئن ہو جائیں۔ علوم و عرفان کے متلاشی نہ گھبرائیں پہاڑ ہل سکتے ہیں مگر ہمارے اکابر کے موقف اور نظریے کو نہیں بدلا جا سکتا۔

سو بار لے چکے ہو تم امتحان ان کا۔

بقیہ: بلا سود بینکاری

جائے گا اور دشواریوں کا بھی پتہ چل جائے گا۔

(۱۰) کمپنی ایکٹ میں یا بینکنگ قوانین میں ترمیم کے ذریعے کسی بینک کو از خود قرضے معاف کرنے کا اختیار نہیں ہونا چاہیے DEPOSITORS کی کمیٹیاں اس کام کے لیے تشکیل دی جائیں، جو ان CASES پر غور و خوض کے بعد فیصلہ دیں کیونکہ بینک کا پیسہ DEPOSITORS کی طرف سے امانت ہے انہیں ہی قرضوں کے معاف کرنے کا اختیار ہونا چاہیے قرضہ معاف کروانے والوں کے نام DEPOSITORS کے علم میں ہونے چاہیے

(۱۱) RESERVE FUND اس فنڈ کی موجودگی کمپنی کے حصہ داروں کے ساتھ دھوکہ کے مترادف ہے کیونکہ اس کی وجہ سے حصہ داروں کے منافع کی شرح کم ہو جاتی ہے اس لیے بیلنس شیٹ اور نفع و نقصان کا گوشوارہ بناتے وقت ریزرو فنڈ کی موجودگی کو قانوناً منع کر دینا چاہیے۔

بقیہ: ہندو محقق کی تحقیق

ان چند دلائل کے علاوہ بھی پنڈت اوپادھیائے نے اور بھی بے شمار دلائل و شواہد سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہندومت کی کتب میں جس کلکی اوتار کا ذکر ہے وہ اصل میں حضرت محمد صاحب ہیں، ان کے علاوہ اور کوئی نہیں اس لیے جو لوگ اپنی مقدس کتاب پران کی پیش گوئی کے مطابق کلکی اوتار کا انتظار کر رہے ہیں انہیں اپنا نقطہ نظر تبدیل کر لینا چاہیے۔

(بشکریہ جنگ لندن ۲۱ جولائی ۱۹۸۹)

بقیہ: اصلاح معاشرہ پروگرام

توقع سے زیادہ کامیابی ملی اور ہر جگہ مسلمانوں نے اس کا اس طرح استقبال کیا گویا وہ اس کے منتظر تھے اور دعا کر رہے تھے کہ کوئی انہیں رسوم و رواج کی اس دلدل سے نکالے ہر گاؤں میں اصلاحی کمیٹیوں کا قیام بھی عمل میں آیا اور لوگوں نے از خود اصلاحی کاموں کو تیز تر بنانے کے لیے اپنا نام پیش کیا، اور وعدہ کیا کہ ہم مقامی سطح پر ماحول و معاشرہ کو صالح بنانے کی ہر ممکن سعی کریں گے اس موقر وفد میں شریک علماء کرام اور جماعتی احباب نے ضرورت محسوس کرتے ہوئے یہ طے کیا کہ اسی سلسلے کا ایک بڑا اجتماع ۲۸ اگست ۹۲ بروز جمعہ کو ویٹ میں کیا جائے۔

A QUESTION
TO ALL MUSLIM BRETHREN

Do you want:	Your money should be spent on making Muslims into Apostates?
Certainly your answer will be:	No.
But you are!	Unintentionally, unknowingly.
How:	In this way that some of you transact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam.
Do you know:	A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah.
What work this Centre does:	It makes unwary Muslims into Kafirs and Apostates.
Alas:	Your money is used against your very Deen and you are unaware.
Realise:	You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis.

Mark:

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

Q'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them.

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.